استوصوا بالنساء خیراً (الحدیث)

ماہنامہ بناتِ اہلسنت (الہور)

مدیر اعلیٰ
مولانا محمد الیاس گھمن

جلد نمبر 2 | جولائی 2011ء | شمارہ 7

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش سے وفات تک..... ایک سرسری نظر

سیدہ فاطمۃ الزہرا رحمۃ اللہ علیہ

جگر گوشۂ رسول کے حالات وواقعات

ان کے غلام ..... وقت کے امام

امام اعظم کے چند جلیل القدر شاگردوں کا تذکرہ

بات اہل بیت کی رضی اللہ عنہم

شان اہل بیت پر اشعار کا مجموعہ

تعلیم آفتہ..... تعلیم یافتہ

مدیر اعلیٰ کا جاندار اداریہ

وجودِ زن

عورت کے عنوان پر ہنستی مسکراتی تحریر

ناشر احناف میڈیا سروس AMS

ایک نظر میں

صفحہ نمبر 3 — درسِ قرآن

صفحہ نمبر 4 — درسِ حدیث

صفحہ نمبر 5 — تعلیم آفتہ تعلیم یافتہ — اداریہ

صفحہ نمبر 6 — عظمت کے مینار — خدیجہ جمشید، گوجرانوالہ

صفحہ نمبر 8 — امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک نظر میں — مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر 16 — اُن کے غلام وقت کے اِمام — سید وسیم الدین

صفحہ نمبر 20 — اہم اسلامی آداب — شیخ عبدالفتاح ابوغدہ رحمۃ اللہ علیہ

صفحہ نمبر 24 — وجودِ زن — ڈاکٹر منصور احمد باجوہ

صفحہ نمبر 26 — غمِ جاناں — قدرت اللہ شہاب

صفحہ نمبر 32 — حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا — ام محمد رانا

صفحہ نمبر 35 — ظہیر الدین محمد بابر — امان اللہ کاظم، لیہ

صفحہ نمبر 40 — گھریلو جھگڑے کیسے ختم ہوں؟ — پیر ذوالفقار احمد نقشبندی

صفحہ نمبر 45 — ماں ہو تو ایسی — جویریہ قیصر، جھنگ

صفحہ نمبر 50 — اہل سنت کی نشانیاں — مولانا عابد جمشید

صفحہ نمبر 54 — بات اہل بیت کی رضی اللہ عنہم — مقصود احمد حنفی

صفحہ نمبر 56 — ہمارا کچن — اہلیہ مولانا محمد کلیم اللہ

صفحہ نمبر 57 — گوشۂ ظرافت — متفرق

صفحہ نمبر 58 — غزالاں تم تو واقف ہو — متفرق

صفحہ نمبر 60 — حجرِ اسود — انتخاب: بشیر احمد قاسمی

صفحہ نمبر 62 — اس ماہ کا سبق ایک بات بڑے کام کی — مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

اور بہت کچھ

ینسآء النبی لستن کاحد من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا معروفا o وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولٰی واقمن الصلوٰة واتین الزکوٰة واطعن الله ورسوله.....الایة

ترجمہ: اے نبی کی بیویو! اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ لہٰذا تم نزاکت کے ساتھ بات مت کیا کرو کبھی کوئی ایسا شخص بے جا لالچ کرنے لگے جس کے دل میں روگ ہوتا ہے اور بات وہ کہو جو بھلائی والی ہے اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور غیر مردوں کو بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو جیسا کہ پہلی جاہلیت میں دکھایا جاتا تھا اور نماز قائم کرو، زکوۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو.....الایہ

ان آیات میں ازواج مطہرات کو عام عورتوں سے بلند بتایا گیا ہے اس لیے اگر وہ تقوی اختیار کریں گیں تو انہیں ثواب بھی دوگنا ملے گا۔ اس آیت نے خواتین کو غیر محرم مردوں سے بات کرنے کا طریقہ بتایا ہے کہ اس میں جان بوجھ کر نزاکت پیدا نہیں کرنی چاہیے البتہ اپنی بات کسی بداخلاقی کے بغیر پھیکے انداز میں کہہ دینی چاہیے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جب عام گفتگو میں بھی خواتین کو یہ ہدایت دی گئی ہے تو غیر مردوں کے سامنے ترنم کے ساتھ اشعار پڑھنا یا گانا وغیرہ گانا کتنا برا ہوگا؟؟ ان آیات میں یہ واضح فرمادیا کہ عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کے لیے گھر سے نکلنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث نے واضح فرمادیا کہ حاجت کے وقت عورت پردہ میں باہر جا سکتی ہے۔ اس جملے میں یہ عظیم اصول بیان فرمایا ہے کہ عورت کا اصل فریضہ گھر اور خاندان کی تعمیر ہے اور ایسی سرگرمیاں جو اس مقصد میں خلل ڈالتی ہوں، اس کے اصل مقصد زندگی کے خلاف ہیں اور ان سے معاشرے کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ پہلی جاہلیت سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے جس میں عورتیں بے حیائی کے ساتھ بناؤ سنگھار غیر مردوں کو دکھلاتی پھرتی تھیں اور پہلی جاہلیت کے لفظ سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایک جاہلیت آخر میں بھی آنے والی ہے اور کم از کم اس بے حیائی کے معاملے میں یہ جاہلیت ہماری آنکھوں کے سامنے اس طرح آچکی ہے کہ اس نے پہلی جاہلیت کو مات کر دیا۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر او قال غیرہ .

(مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایمان والا آدمی کسی ایمان والی عورت سے دشمنی نہ کرے اگر ایک خصلت کو ناپسند سمجھے تو دوسرے خصلت یقیناً پسند ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ''آخر'' فرمایا یا لفظ ''غیرہ''

تشریح: ان کرہ منھا خلقا رضی منھا آخر: اگر اس کی کوئی عادت یا صفت اسے ناپسند ہوگی تو اس کی دوسری صفت سے وہ خوش بھی ہوگا۔ اس جملہ میں ایک عجیب نکتہ بیان کیا جارہا ہے کہ کسی شخص میں کچھ خامی یا کوتاہی ہے تو اس میں کچھ خوبی بھی ہوتی ہے تو مرد کو نصیحت کی جارہی ہے کہا گر عورت میں کچھ خامی نظر آئے جو اس کو ناپسند ہے تو اسے نظر انداز کر کے اس کی خوبیوں پر نظر رکھے اگر اس حکیمانہ نقطے کو سامنے رکھا جائے تو جو گھروں میں جھگڑوں کی شکایت ہوتی ہے وہ ختم ہوجائے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ایک دوسری بات یہ ہے کہ جو عیب اور اپنے مزاج کے بالکل مطابق اپنا دوست تلاش کرے گا تو وہ ہمیشہ بے یار مددگار ہی رہے گا حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ہر آدمی میں کچھ خوبی ہے تو کچھ برائی ہے تو اس میں ترغیب دے جا رہے ہے کہ اچھے خصائل سامنے رکھے اور برے خصائل سے چشم پوشی کرے۔

اداریہ

تعلیم آفتہ، تعلیم یافتہ

پڑھا لکھا معاشرہ کسی بھی ملک کی خوش قسمتی ہوتا ہے بشرطیکہ وہ تعلیم یافتہ ہو تعلیم آفتہ نہ ہو۔یعنی تعلیم ان پر آفت بن کر نہ آئی ہو ہمارا موجودہ نظام تعلیم بھی فقیر کی گدڑی کی طرح ہے جس کی آئے روز پیوند کاری جاری رہتی ہے مگر اس میں کوئی پیوند ایسا ابھی تک نہیں لگایا جاسکا جو اس جدید تعلیم سے آنے والی عریانی کو ڈھانپ سکے، یہ عریانی ذہنی آوارگی کی شکل سے لے کر ہر اس شکل میں ظاہر ہورہی ہے جس کا کوئی شریف انسان تصور بھی نہیں کرسکتا ے آج ہر جگہ تعلیم کا فوبیا ہو چکا ہے مگر ایسا علم جو رہنمائی نہ کرے وہ تو بذات خود جہالت تھا تا حال اس کا نشان بھی نہیں مل رہا وہ بیٹی جو کل تک گھر کی زینت تھی آج شمع محفل بن گئی ہے یہ اسی ترقی ہی کے کرشمے ہیں کہ پورے ملک کی کوئی دیوار اور کوئی بازار ایسا نہ ملے گا جس پر قوم کی بیٹی کو بطور اشتہار چسپاں نہ کیا گیا ہو یہ ہمارے قومی سوچ کے دیوالیہ پن کی علامت ہے تو شیطان اسے دینی تعلیم یا One year Diploma in islamic Sturdys کے نام پر اچک لیتا ہے۔

یہ بیچاری بہن جو تعلیم یافتہ ہو کر اپنی زندگی اسلام اقدار پر گزارنا چاہتی ہے مزید تعلیم آفتہ ہو کر آفت ڈھاتی ہے جیسا کہ مقولہ مشہور ہے علم مرد میں عاجزی اور عورت میں تکبر پیدا کرتا ہے اس لیے عورت کی تعلیم ایسی مستند ہونی چاہیے کہ جو میری معمر بہن کی آنکھوں میں حیا کر سرمہ لگا دے اور نظروں کو جھکا دے اہل دل جو جدید فتنے کی اس لہر سے بہت پریشان تھے اور چاہتے تھے کہ ان بیٹیوں کے لیے بھی ایسا نصاب ہونا چاہیے جو انہیں راہ ہدایت نصیب کرے اور الھدیٰ کے نام پر پھیلائی جانے والی ضلالت کے سامنے بند باندھے۔لہٰذا راقم نے اس ضرورت کا ادراک کرتے ہوئے اس جدیدیت کے شکار طبقہ کے لیے ''صراطِ مستقیم کورس'' کا اجراء کروایا جو پورے ملک میں بحمداللہ انتہائی کامیابی کے ساتھ جاری ہے اس میں اصلاح بھی ہے فلاح بھی، علم وحکمت بھی ہے اور راہ سنت بھی۔خدا تعالی میری بہنوں کو اس موسم گرما کی تعطیلات میں صراطِ مستقیم سے استفادہ کرنے اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام

محمد الیاس گھمن

ککڑیاں تو آپ نے کھائی ہوں گی؟ یقیناً آپ کہیں گی جی ہاں کئی مرتبہ! تو بھئی ککڑیاں آج ہی نہیں آج سے تیرہ سو سال پہلے بھی بڑے شوق سے کھائی جاتی تھیں اور بچے تو انہیں بہت ہی زیادہ پسند کرتے تھے۔ ایسے ہی بچوں میں ایک چھوٹی سی بچی تھی جو عراق کے شہر کوفہ میں رہا کرتی تھی۔ ایک دن اس بچی نے گھر کے باہر تازہ تازہ ککڑیاں بکتی دیکھیں، بچی کا بڑا جی چاہا کہ ککڑیاں کھائے لیکن پیسوں کے بغیر تو ککڑی والا اسے ککڑی نہ دیتا لیکن اس بے چاری کے پاس پیسے نہ تھے۔ وہ روتی ہوئی گھر آ گئی اور امی سے ضد کرنے لگی کہ میں تو ککڑیاں ہی کھاؤں گی۔ بچی کے والد صاحب ان دنوں مالی پریشانیوں سے دوچار تھے۔ ماں تو بڑی مشکل میں پڑ گئی کہ پیسے کہاں سے لائیں؟ ادھر بچی تھی کہ ضد کیے جا رہی تھی، ماں نے منع کیا تو چیخ چیخ کر رونے لگی۔

بچی کے والد بیٹھے یہ سب دیکھ رہے تھے۔ ان سے معصوم بچی کا رونا دیکھا نہ گیا، انہوں نے سوچا کہ کہیں سے مدد مانگ لی جائے، کوئی تھوڑی سی رقم دے دے تو گھر میں کھانے پینے کا کچھ سامان آ جائے گا اور بچی کو ککڑیاں بھی مل جائیں گی۔ وہ اٹھے اور ایک بہت بڑے بزرگ کی مجلس کی طرف چل دیے، یہ مجلس ''مجلس البرکۃ'' یعنی برکتوں والی مجلس کہلاتی تھی۔ بچی کے والد مجلس میں تو آ گئے لیکن بزرگ کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہوئے انہیں بہت شرم آئی۔ انہوں نے کبھی کسی سے مانگا نہ تھا، وہ مانگنا پسند بھی نہیں کرتے تھے اور بات ہے بھی صحیح! کسی سے مانگنا، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانا کوئی اچھی بات تو نہیں ہے۔ اللہ کے نیک بندے ضرورت پڑنے پر بھی کسی سے مانگتے ہوئے شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ بچی کے والد صاحب کا بھی یہی حال تھا، وہ بار بار کچھ کہنے کا

ارادہ کرتے لیکن پھر رک جاتے، آخر وہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

بزرگ انہیں بہت غور سے دیکھ رہے تھے، وہ سمجھ گئے کہ یہ شخص سخت ضرورت مند ہے لیکن غیرت والا آدمی ہے اس لیے کچھ کہتے ہوئے اسے شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔ بزرگ اپنی جگہ سے اٹھے اور مناسب فاصلہ رکھ کر بچی کے والد کے پیچھے پیچھے چل دیے۔ جب وہ صاحب اپنے مکان میں چلے گئے تو بزرگ ان کا گھر دیکھ کر واپس آ گئے۔ رات ہوئی تو بزرگ اس بچی کے مکان پر پہنچے، خاصی دیر ہو چکی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بزرگ نے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا، بچی کے ابو باہر نکلے، اندھیرے میں پہچان نہ سکے کہ کون آیا ہے، اتنی دیر میں بزرگ نے مکان کے دروازے پر ایک تھیلی رکھی اور یہ کہتے ہوئے فوراً واپس چلے گئے۔ ''دیکھو تمہارے دروازے پر تھیلی پڑی ہوئی ہے، یہ تمہارے لیے ہے۔'' بچی کے والد نے تھیلی اٹھالی لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ کون صاحب تھے جو یہ تھیلی دے کر چلے گئے۔ اندر جا کر تھیلی کھولی تو اندر پانچ سو درہم اور ایک پرچہ رکھا ہوا تھا، پرچہ پر لکھا تھا۔

''ابو حنیفہ اس رقم کو لے کر آپ کے پاس آیا تھا یہ رقم حلال ذریعہ سے حاصل کی گئی ہے۔''

کچھ سمجھیں آپ! کہ یہ ابو حنیفہ کون تھے؟ یہ مسلمانوں کے فقہ اور حدیث کے مشہور امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمتہ اللہ علیہ تھے جن کو امام اعظم بھی کہا جاتا ہے۔ امام اعظم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے شاگرد تھے، اور صحابہ کرام کی مبارک صحبت کی برکت سے آپ کے علم کے ساتھ ساتھ آپ کے اخلاق بھی مثالی تھے۔ دیکھیں کہ امام صاحب نے کتنے چپکے سے اس بچی کے والد کی مدد فرمائی۔ ایسا آپ نے اس لیے کیا کہ دوسرے اگر آپ کے نیک عمل کو دیکھتے تو واہ واہ کرنے لگتے، اس طرح آپ کی نیکی کا ثواب ضائع ہو جانے کا خطرہ تھا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا ہے کہ کوئی شخص اگر نیک کام دوسروں کو دکھانے کے لیے کرتا ہے تو اس کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے بلکہ اس شخص کو ریاکاری کا گناہ الگ ملتا ہے۔

نام: نعمان بن ثابت کنیت: ابوحنیفہ لقب: امام اعظم

ولادت: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت 80ھ کو کوفہ میں ہوئی۔

تحصیل علم کی طرف توجہ اور تعلیم وتربیت:

امام اعظم کی آنکھ کھلی تو انہوں نے مذاہب وادیان کی دنیا دیکھی غور وفکر کرنے سے ان سب کی حقیقت آپ پر آشکارا ہوگئی آغاز شباب سے ہی آپ نے مناظرہ بازوں سے معرکہ آرائی شروع کردی اور اپنی فطرت مستقیم کے حسب ہدایت اہل بدعت وضلالت کے مقابلے میں اتر آئے مگر اس کے باوجود آپ تجارتی مشاغل میں منہمک تھے۔ بعض علماء نے آپ میں عقل وعلم وذکاوت کے آثار دیکھے اور چاہا کہ یہ بہترین صلاحیتیں تجارت کی ہی نظر نہ ہوجائیں انہوں نے آپ کو نصیحت کی کہ بازاروں میں آمدورفت کے علاوہ علماء کی طرف عنان توجہ ہونی چاہیے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک بار شعبی کے ہاں سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کا آنا جانا کہاں ہے تو میں نے عرض کیا ''میں بازار آتا ہوں'' آپ نے فرمایا کہ میری مراد بازار نہیں بلکہ علماء کے ہاں آنے جانے سے ہے۔ میں نے کہا کہ میری آمدورفت علماء کے ہاں بہت کم ہے انہوں نے کہا کہ یہ غفلت نہ کیجیے علم کا درس اور مطالعہ اور علماء کی صحبت آپ کیلئے بہت ضروری ہے کیونکہ میں آپ میں حرکت وبیداری کے آثار دیکھتا ہوں۔ میرے دل میں بات اتر گئی اور میں نے بازار کی آمدورفت چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کردیا اللہ تعالیٰ نے ان کی بات سے مجھے فائدہ پہنچایا۔

علم وکلام جدل ومناظرہ میں کامل مہارت حاصل کرنے کے بعد علم فقہ آپ کی جولان گاہ اور فکر ونظر بنا۔ آپ کوفہ میں پروان چڑھے اور وہیں رہ کر زندگی کا بیشتر حصہ تعلیم وتعلم اور

مناظرہ میں گزارا کتب تواریخ میں آپکے والد کے بارے میں کچھ اشارات ضرور ملتے ہیں کہ وہ متمول تاجر اور بہت اچھے مسلمان تھے اکثر سیرت نگاروں نے کھا ہے کہ آپ کے دادا کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے ثابت کی اولاد کے لیے دعا کی امام اعظم کی تربیت ایک خاص اسلامی گھرانے میں ہوئی۔

امام اعظم اور حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہما:

آغاز فقہ اور حضرت حماد کے حلقہ تلمذ میں آنے کے وقت آپ کی عمر کا صحیح صحیح تعین تو مشکل ہے البتہ امام صاحب کے آغاز تعلیم وتدریس سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ امام حماد کی زندگی کے آخری لمحے تک ان کے دامن سے وابستہ رہے اور اس کی مدت تقریبا اٹھارہ سال بنتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ:

امام ابوحفص نے آپ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار بتائی ہے اور دوسروں نے آپ کے اساتذہ کی تعداد صرف تابعین رضی اللہ عنہم میں چار ہزار بتائی ہے تو غیر تابعین کی تعداد کا کون خیال کرسکتا ہے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں حضرت امام حماد، امام زید بن علی زین العابدین، حضرت امام جعفر صادق، حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، امام شعبی، عکرمہ تلمیذ ابن عباس، نافع تلمیذ ابن عمر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

تلامذہ:

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ہزار کے قریب شاگرد تھے جن میں چالیس افراد بہت ہی جلیل المرتبت تھے اور وہ درجۂ اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔ وہ آپ کے مشیرِ خاص بھی تھے۔ ان میں سے چند کے نام یہ ہیں: امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ امام حماد بن ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام زفر بن ہذیل رحمۃ اللہ علیہ امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ امام داؤد بن نصیر رحمۃ اللہ علیہ۔

علاوہ ازیں قرآن حکیم کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری کے مؤلف امام محمد بن اسماعیل بخاری اور دیگر بڑے بڑے محدثین کرام رحمہم اللہ آپ کے شاگردوں کے شاگرد تھے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ملاقات:

امام اعظم نے متعدد صحابہ کرام سے ملاقات کی جن میں چند کے نام یہ ہیں: حضرت سیدنا انس بن مالک، حضرت عبداللہ ابن اوفی، حضرت سہل بن سعد، حضرت سیدنا ابو طفیل، حضرت عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہم۔

حضرات محدثین کے نزدیک جو شخص صحابی سے ملاقات کرے اگرچہ ساتھ نہ رہے وہ تابعی کہلاتا ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ امام اعظم ان معززین تابعین میں سے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''**والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا النھار خلدین فیھا ابدا**ہ اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

امام اعظم اور امام باقر کا مکالمہ:

امام محمد باقر بن زین العابدین زید ابن علی کے بھائی تھے امام باقر بہت بڑے عالم دین تھے امام ابوحنیفہ کی ان سے ملاقات اسوقت ہوئی جب ان کی فقہ ورائے کا نیا نیا چرچا ہوا تھا۔ ملاقات کا یہ واقعہ مدینہ طیبہ میں پیش آیا۔ امام باقر نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''آپ نے تو میرے نانا کے دین کو اور ان کی حدیث کو قیاس سے بدل دیا ہے۔'' امام اعظم نے کہا: ''معاذ اللہ جناب باقر بولے آپ نے ایسا ہی کیا ہے امام اعظم نے فرمایا آپ تشریف رکھیے تاکہ میں بھی مؤدب ہو کر بیٹھ جاؤں کیونکہ میری نظر میں آپ اسی طرح لائق احترام ہیں جیسے آپ کے نانا صحابہ کی نظر میں۔ جناب باقر تشریف فرما ہوئے امام اعظم بھی ادباً آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ امام اعظم نے فرمایا: میں آپ سے باتیں دریافت کرنا چاہتا ہوں ان کا جواب مرحمت فرمائیں۔

پہلا سوال:

امام ابوحنیفہ: مرد کمزور ہوتا ہے یا عورت؟

امام باقر: عورت۔

امام ابوحنیفہ: وراثت میں عورت کیا حصہ ملتا ہے؟

امام باقر: مرد کو دو اور عورت کو ایک۔

امام ابوحنیفہ: آپ کے نانا کا فرمان ہے اگر میں ان کے دین کو بدل دیتا تو قیاس کے مطابق مرد کو ایک حصہ دیتا اور عورت کو دو کیونکہ عورت کمزور ہوتی ہے لیکن میں نے ایسا ہرگز نہیں کیا۔

دوسرا سوال:

امام ابوحنیفہ: نماز بہتر ہے یا کہ روزہ؟

امام باقر: نماز

امام ابوحنیفہ: یہ آپ کے نانا کا فرمان ہے اگر میں اس کو قیاس سے بدل دیتا تو تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ حیض سے پاک ہو کر روزہ کی بجائے وہ فوت شدہ نمازیں ادا کرے۔

تیسرا سوال:

امام ابوحنیفہ: پیشاب زیادہ نجس ہے یا کہ نطفہ؟

امام باقر: پیشاب۔

امام ابوحنیفہ: اگر میں قیاس کو ترجیح دیتا تو فتویٰ دیتا کہ پیشاب سے غسل کرے اور نطفہ سے وضو۔ لیکن معاذ اللہ بھلا میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں؟

جناب باقر اٹھے اور اٹھ کر بغل گیر ہو گئے چہرہ کا بوسہ لیا اور آپ کی تکریم بجالائے۔

امام صاحب کی ذہانت:

ایک دفعہ بنی ہاشم خاندان کے ایک سردار کا بیٹا وفات پا گیا۔ جب جنازہ اٹھایا گیا تو اس وقت سفیان ثوری، ابن شبرمہ، مندل، حبان، قاضی ابن ابی لیلی اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم

اجمعین جیسے فقہاء العصر لوگ بھی اس میں شریک تھے۔ جاتے جاتے درمیان راستے میں لوگوں نے دیکھا کہ متوفی لڑکے کی ماں بھی دیوانہ وار چلی آرہی ہے اور وہ بھی بغیر پردہ کے۔ ہاشمی خاندان کی عورت اور اس حال میں؟ یہ کچھ اچھا تاثر نہ تھا۔ اس کے شوہر یعنی لڑکے کے والد کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ بہت ناراض ہوا اور فی الفور اپنی بیوی سے کہا کہ یہاں سے واپس چلی جا۔ مگر بیوی نے انکار کیا شوہر نے علی الاعلان کہا کہ اگر تو واپس چلی نہ گئی تو تجھے طلاق۔ بیوی نے بھی قسم کھائی کہ جب تک اس کے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھایا گیا ہو تو وہ واپس نہیں جائے گی۔

اب ایک عجیب صورتحال پیدا ہوئی، شوہر اور بیوی دونوں کے لیے مشکلات! جنازے میں مذکورہ بالا بڑے بڑے علماء وفضلاء سب حیران و پریشان کھڑے تھے کہ اچانک سب کی نظر امام اعظم پر پڑی۔ سب نے امام صاحب سے اس گھمبیر مسئلہ کو حل کرنے کی درخواست کی۔ امام صاحب نے دونوں میاں بیوی کو بلا کر کہا کہ سب لوگ یہیں کھڑے صف بندی کریں اور جنازہ گاہ سے بھی لوگوں کو وہیں اسی جگہ بلالیا۔ شوہر سے کہا گیا کہ آگے بڑھو اور جنازہ پڑھاؤ۔ جب شوہر نے جنازہ پڑھایا تو امام صاحب نے عورت سے کہا کہ اب تم واپس چلی جاؤ کیونکہ اب تیرے بیٹے کا جنازہ پڑھایا گیا ہے اور واپس جاتے ہوئے تم قسم سے آزاد ہو یعنی آپ کی شرط پوری ہوئی۔

دوسری جانب شوہر سے کہا کہ آپ کی بیوی اسی جگہ سے واپس چلی گئی یوں آپ کی طرف سے طلاق بھی نہ ہوئی اور آپ بھی بچ گئے۔ گویا طلاق اور قسم دونوں واقع نہ ہوئے۔ اس بات پر وہاں موجود تمام علماء وفضلاء اور عوام نے امام صاحب کو بہت خراج تحسین پیش کیا کہ انہوں نے اتنا گھمبیر مسئلہ پلک جھپکتے میں حل کیا۔

امام اعظم کے تدریس وافتاء کی ابتدا:

جب کوفہ کے رئیس العلماء اور آپ کے استاد گرامی حضرت حماد کا وصال ہوگیا اور مسند تدریس خالی ہوگئی تو لوگوں کو ضرورت کا احساس ہوا کہ آپ کی جگہ کوئی رونق افروز ہو کر تشنگان علم کو سیراب کرے۔ لوگوں نے پہلے حضرت حماد کے صاحبزادے کو بٹھایا لیکن آنے جانے والوں کو تشفی

نہ ہوئی کیونکہ زیادہ تر ان کی توجہ فن نحو وعلم کلام پر مرکوز تھی پھر موسیٰ بن کثیر بیٹھے لیکن وہ بڑے بڑوں کو ملا کرتے تھے اس لئے لوگوں نے ان کو پسند نہ کیا۔ اس کے بعد باتفاق رائے امام اعظم منتخب ہوئے آپ نے بھی سب کی بات تسلیم کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کہ علم مرجائے پھر تشنگان علم آپ کے پاس جوق در جوق حاضر ہونے لگے اور آپ کا وسیع ترین علم وحسن اخلاق اور تحمل دیکھ کر لوگوں نے اوروں کو چھوڑ دیا اور وہ سب انہی کے ہو گئے یہاں تک کہ آپ کا حلقہ درس تمام درس گاہوں سے وسیع ہو گیا اور لوگوں کے قلوب آپ کی طرف مائل ہو گئے اور امراء آپ کی تعظیم وتکریم کرتے خلفاء ان کو یاد کرتے اس لئے کہ جو مسند تدریس امام حماد کی وفات کے بعد سونی ہو گئی تھی اس کو ہمارے امام اعظم نے زینت بخشی۔ آپ پورے اٹھارہ سال امام حماد کی صحبت میں رہے اس طرح کل تلمذ کی مدت اٹھارہ سال بنتی ہے امام حماد کی وفات کے بعد آپ چالیس سال کے تھے آغاز شاگردی میں بائیس سال کے ہوں گے اور چالیس سال تک اخذ واستفادہ کا سلسلہ جاری رکھا اور اس کے بعد باستقلال مسند تدریس پر فائز ہوئے۔

بنائے مذہب حنفی:

امام صاحب سے منقول ہے کہ میں کتاب اللہ سے مسئلہ لیتا ہوں اور اگر اس میں کوئی مسئلہ نہ ملے تو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اگر قرآن سنت دونوں سے نہ ملے تو اقوال صحابہ سے اخذ کرتا ہوں اور ان کے اقوال سے باہر نہیں جاتا۔ حضرت فضیل بن عیاض، ابن مبارک، مزنی اور ابن حزم نے کہا ہے کہ امام اعظم کتاب اللہ، سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اقوال صحابہ اور اجماع امت سے مسئلہ اخذ کرتے اگر ان میں سے نہ ملتے تو قیاس کرتے اور ان کے قیاس دقیق ہوا کرتے اور یہی وجہ ہے کہ امام مزنی کے بھانجے علامہ طحاوی مذہب شافعی چھوڑ کر حنفی ہو گئے۔

امام صاحب نے ایک فقہی کمیٹی تشکیل دی جس میں اس وقت کے نامور اور باصلاحیت چالیس فقہاء شامل تھے، جو بھی مسئلہ درپیش ہوتا اس فقہی کمیٹی کے سامنے پیش ہوتا جو اس پر مکمل بحث و تمحیص کے بعد اس کا حل نکالتے۔ اس لحاظ سے یہ شرف صرف فقہ حنفی کو حاصل ہے کہ یہ شورائی فقہ ہے۔

تصانیف امام اعظم:

☆.....الفقه الاکبر

☆..... العالم والمتعلم

☆.....کتاب السیر

☆.....کتاب الاوسط

☆.....الفقه الابسط

☆.....کتاب علیٰ رد القدریه،

☆..... رسالة الامام ابی عثمان التیمی فی الارجاء

☆.....کتاب الرائے

☆.....کتاب اختلاف صحابه

☆.....کتاب الجامع وغیرهم

وفات:

بنی امیہ کے خاتمے کے بعد سفاح اور پھر منصور نے اپنی حکومت جمانے اور لوگوں کے دلوں میں اپنی ہیبت بٹھانے کیلئے وہ مظالم ڈھائے جو تاریخ کے خونی اوراق میں سرفہرست ہیں اور جس میں امام اعظم کو بھی قید کیا گیا اور قید بھی آپ کی عظمت اور اثر کو کم نہ کر سکی بلکہ آپ کی عظمت اور بڑھ گئی اور لوگ جیل خانہ میں جا کر ان سے فیض حاصل کرتے۔امام محمد آخری وقت تک آپ سے تعلیم حاصل کرتے رہے جب حضرت امام اعظم کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو خالق بے نیاز کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور سجدہ میں ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون

بعد وصال غیبی آوازیں:

صدقہ مغابری سے منقول ہے کہ جب لوگ امام اعظم کو دفن کر چکے تو تین رات ندائے غیبی سنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ:

ذهب الفقيه فلا فقه لكم فاتقوا الله و كونوا خلفا

مات نعمان فمن الذى يحيى الليل اذا ما سجفا

فقیہ جاتا رہا اب تمہارے لیے فقہ نہیں ہے تو اللہ سے ڈرو اور ان کے خلف بنو امام ابوحنیفہ انتقال کر گئے تو کون ہے اس رتبہ کا جو شب کو عبادت کرتا ہو جب رات تاریک ہو جائے۔

اس دور کے ائمہ اور فضلا نے آپ کی وفات پر بڑے رنج کا اظہار کیا۔

امام ابن جریج مکہ میں تھے۔ سن کر فرمایا: ''بہت بڑا عالم جاتا رہا''

امام شعبہ نے کہا: ''کوفہ میں اندھیرا ہو گیا''

عبداللہ بن مبارک بغداد آئے تو امام کی قبر پر گئے اور رو کر کہا: ''افسوس تم نے دنیا میں کسی کو جانشین نہ چھوڑا'' اللہ تعالی امام اعظم کو ہماری جانب سے اور پوری امت کی جانب سے بہترین جزائے خیر عطا فرمائیں اور ہمیں صحیح معنوں میں ان کا جانشین بننے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی حسرت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد امام ابو یوسف رحمہ اللہ بعض اوقات بڑی حسرت سے فرمایا کرتے تھے کہ:

کاش امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک علمی صحبت مجھے پھر مل جاتی اور میں ان سے اپنا علمی اشکال حل کر لیتا خواہ مجھے اس ایک علمی مجلس پر اپنی آدھی دولت قربان کرنی پڑتی لکھا ہے کہ اس وقت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیس لاکھ روپے کے مالک تھے گویا دس لاکھ روپے صرف کر کے ایک مجلس کی تمنا کرتے تھے، درحقیقت علم دین اور ذوق طلب ہو اور صحیح علم، پھر تو اس کی قدر و قیمت ایسی ہی ہوتی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس دور میں پروان چڑھے اس وقت علم زیادہ تر موالی واعاجم میں پایا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی کائناتی حقیقت بن کر ثابت ہوئی کہ اولادِ فارس علم کی حامل ہوگی۔ امام بخاری، شیرازی اور طبرانی وغیرہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ روایت کیے ہیں کہ: ''اگر علم ثریا نامی ستارے تک بھی پہنچ جائے تو اہل فارس کے کچھ لوگ اسے حاصل کر کے رہیں گے۔''

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے وہ شاگرد جو محدثِ وقت بنے ان کے بارے میں چند اشارے اور جملے سپردِ قلم کر رہا ہوں جس سے اِمام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا مزید پتا لگایا جاسکتا ہے۔

امام یحییٰ بن سعید قطان رحمۃ اللہ علیہ:

فن رجال کا سلسلہ ان ہی سے شروع ہوا۔ علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ فنِ رجال میں اول جس شخص نے لکھا وہ یحییٰ بن سعید القطان پھر ان کے بعد ان کے شاگردوں میں یحییٰ بن المدینی، علی بن المدینی، امام احمد بن حنبل، عمرو بن علی اور ابوخیثمہ نے اس فن میں گفتگو کی اور اُن کے بعد ان کے شاگردوں یعنی امام بخاری مسلم وغیرہ نے۔

حدیث میں ان کا یہ پایہ تھا کہ جب حلقۂ درس میں بیٹھتے تو امام احمد بن حنبل، علی ابن المدینی وغیرہ مؤدب کھڑے ہو کر ان سے حدیث کی تحقیق کرتے اور نمازِ عصر سے جو ان کے درس کا وقت تھا مغرب تک برابر کھڑے رہتے۔ راویوں کی تحقیق وتنقید میں یہ کمال پیدا کیا تھا کہ ائمہ

حدیث عموماً کہا کرتے تھے کہ یحییٰ جس کو چھوڑ دیں گے ہم بھی اُس کو چھوڑ دیں گے۔ امام احمد بن حنبل کا مشہور قول ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے یحییٰ کا مثل نہیں دیکھا۔ اس فضل و کمال کے ساتھ امام ابوحنیفہ کے حلقۂ درس میں اکثر شریک ہوتے اور ان کی شاگردی پر فخر کرتے۔ اس وقت تک تقلید معین کا رواج نہیں ہوا تھا تاہم اکثر مسائل میں وہ امام صاحب ہی کی تقلید کرتے تھے۔ خود اُن کا قول ہے کہ ہم نے امام ابوحنیفہ کے اکثر اقوال اخذ کیے ہیں۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفّاظ میں جہاں وکیع بن جراح کا ذکر کیا ہے وہاں لکھا ہے کہ وکیع، امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیتے تھے آپ 135ھ میں پیدا ہوئے اور 198ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

محدث نووی نے ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''وہ امام جس کی امامت وجلالت پر ہر باب میں عموماً اجماع کیا گیا ہے جس کے ذکر سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے جس کی محبت سے مغفرت کی اُمید کی جاسکتی ہے۔''

حدیث میں جو آپ کا پایہ تھا اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ محدثین اُن کو ''امیر المؤمنین فی الحدیث'' کے لقب سے پکارتے تھے۔ ایک موقع پر ان کے شاگردوں میں سے ایک شخص نے ان سے خطاب کیا کہ اے عالم المشرق! امام سفیان ثوری جو مشہور محدث ہیں اس موقع پر موجود تھے بولے کہ ''کیا غضب ہے عالم مشرق کہتے ہو وہ عالم المشرق والمغرب ہیں۔ امام احمد بن حنبل کا قول ہے کہ عبداللہ بن مبارک کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کسی نے حدیث کی تحصیل میں کوشش نہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں ان کی روایات مروی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ وہ فن روایت کے بڑے راویوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حدیث وفقہ میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں۔ آپ ''مرو'' کے رہنے والے تھے 118ھ میں پیدا ہوئے اور 181ھ میں مقام ھیٹ میں وفات پائی۔

امام یحییٰ بن زکریا ابی مائدہ رحمۃ اللہ علیہ:

آپ معروف محدث تھے۔ علامہ ذہبی نے تذکرۃ الحفّاظ میں صرف ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو حافظ الحدیث کہلاتے تھے۔ چنانچہ یحییٰ کو بھی انہی لوگوں میں داخل کیا ہے اور ان کے طبقہ میں سب سے پہلے انہی کا نام لکھا ہے۔ علی بن المدینی جو امام بخاری کے مشہور استاد ہیں، کہا کرتے تھے کہ یحییٰ کے زمانے میں یحییٰ پر علم کا خاتمہ ہو گیا۔

صحاح ستہ میں ان کی روایت سے بہت سی حدیثیں ہیں وہ محدث وفقیہ دونوں تھے اور ان دونوں فنون میں بہت بڑا کمال رکھتے تھے۔ آپ امام ابوحنیفہ کے اجل تلامذہ میں سے تھے اور مدت تک ان کے ساتھ رہے آپ تدوین فقہ میں امام ابوحنیفہ کے معاون تھے۔ امام طحاوی نے لکھا ہے کہ وہ تیس برس تک شریک رہے۔ آپ کا وصال 183ھ میں 63 برس کی عمر میں مدائن کے مقام پر ہوا۔

امام وکیع بن جراح رحمۃ اللہ علیہ:

آپ فن حدیث کے امام شمار کیے جاتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل کو ان کی شاگردی پر فخر تھا چنانچہ جب وہ اُن کی روایت سے کوئی حدیث بیان کرتے تو اِن لفظوں سے شروع کرتے تھے: ''یہ حدیث مجھ سے اس شخص نے روایت کی کہ تیری آنکھوں نے اُن کا مثل نہ دیکھا ہوگا۔''

یحییٰ بن معین جو فنِ رجال کے امام ہیں ان کا قول تھا کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس کو وکیع پر ترجیح دوں۔ اکثر ائمہ حدیث نے ان کی شان میں اِس قسم کے الفاظ لکھے ہیں: ''بخاری ومسلم میں اکثر ان کی روایت سے حدیثیں مذکور ہیں۔ فنِ حدیث ورجال کے متعلق ان کی روایتیں نہایت مستند خیال کی جاتی ہیں۔ آپ کا وصال 197ھ میں ہوا۔''

امام داود طائی رحمۃ اللہ علیہ:

صوفیا آپ کو بڑا مرشد کامل مانتے ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں ان کے مقاماتِ عالیہ مذکور

ہیں۔فقہاء اور خصوصاً فقہائے حنفیہ ان کے تفقہ اور اجتہاد کے قائل میں۔محارب بن دثار جو معروف محدث تھے کہا کرتے تھے کہ داؤد اگر پچھلے زمانہ میں ہوتے تو خدا قرآن مجید میں ان کا قصہ بیان کرتا۔آپ نے ابتداء میں فقہ وحدیث کی تحصیل کی۔پھر علم کلام میں کمال پیدا کیا اور بحث ومناظرہ میں مشغول ہوئے۔تاہم تحصیل علم کا مشغلہ جاری رکھا۔امام محمد کا بیان ہے کہ میں داود سے اکثر مسئلے پوچھنے جاتا۔اگر کوئی ضروری مسئلہ ہوتا تو بتا دیتے ورنہ کہتے کہ بھائی مجھے اور ضروری کام ہیں۔

آپ کا شمار امام اعظم حضرت ابوحنیفہ کے مشہور شاگردوں میں ہوتا ہے۔خطیب بغدادی، ابن خلکان علامہ ذہبی اور دیگر مؤرخین نے جہاں ان کے حالات لکھے ہیں وہاں امام ابوحنیفہ کی شاگردی کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔تدوین فقہ میں بھی آپ امام ابوحنیفہ کے شریک تھے اور اس مجلس کے معزز رکن بھی تھے۔آپ کا وصال 160ھ میں ہوا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر معروف شاگردوں میں قاضی امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر، امام اسد بن عمر، عافیہ الازدی، قاسم بن معن، علی بن مسر، حبان، بھی خاصے مقبول ومعروف ہوئے۔دین اسلام کی نشونما اور تدوین فقہ کے لیے امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمات عالیہ اظہر من الشّمس ہیں۔آپ کے شاگردوں اور تلامذہ نے بھی اس ضمن میں چراغ سے چراغ روشن کیا ہے اور ایمان کی حرارت اور روشنی کو اجاگر کرنے میں آپ کے شاگردوں اور تلامذہ کی خدمات صدقہ جاریہ سے کم نہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اِسلام کے مسلمان حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی علمی، دینی، فقہی خدمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے معاشرہ میں دین متین کی سرفرازی کے لیے کمر بستہ ہو جائیں تاکہ مسلمان اپنا کھویا ہوا وقار اور عظمت رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنے میں بامراد ہو سکیں۔

ادب 30: مجلس کے اداب میں یہ بھی ہے کہ جب آپ کا ہم مجلس آپ کو کوئی ایسی خبر سنا رہا ہے جس کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ وہ آپ کو معلوم نہیں حالانکہ آپ کو معلوم ہے تو آپ یہ کہہ کر شرمندہ مت کریں کہ مجھے تو یہ بات معلوم ہے اور نہ ہی اس کی بات میں دخل اندازی کریں جلیل القدر تابعی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کبھی ایک نوجوان مجھے کوئی حدیث سناتا ہے تو میں اسے خوب غور سے سنتا ہوں گویا کہ میں اسے جانتا نہیں حالانکہ اس کی پیدائش سے پہلے میں اس حدیث کو سن چکا ہوتا ہوں۔

خالد بن صفوان تیمی جو خلیفہ راشد عمر بن عبدالعزیز اور خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے ہم نشین تھے فرماتے ہیں جب آپ کسی محدث کو دیکھیں جو ایسی حدیث بیان کر رہا ہے جو آپ سن چکے ہوں یا ایسی خبر سنا رہا ہے جو آپ کو معلوم ہو تو آپ اس میں شریک نہ ہوں، یعنی حاضرین پر یہ ظاہر نہ کریں کہ آپ اسے جانتے ہیں کیونکہ ایسا کرنا آپ کی خفت کا باعث اور ادب کے خلاف ہے۔

جلیل القدر امام عبداللہ بن وہب قریشی مصری جو امام مالک اور امام لیث بن سعد اور امام ثوری وغیرہ کے صحبت یافتہ ہیں فرماتے ہیں بعض دفعہ میں کسی شخص سے ایسی حدیث سنتا ہوں جو میں نے اس وقت سے سنی ہوتی ہے جب کہ اس کے ماں باپ آپس میں ملے بھی نہ تھے یعنی اس کی ولادت وجود سے پہلے تو میں اسے اس توجہ اور غور سے سنتا ہوں جیسے میں نے پہلے اسے نہیں سنا تھا۔

حضرت ابراہیم بن جنید فرماتے ہیں ایک حکیم عقلمند نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا جیسے تم گفتگو کرنے کے آداب سیکھتے ہو ایسے ہی گفتگو سننے کے آداب بھی سیکھو اور گفتگو سننے کے

آداب یہ ہیں کہ آپ گفتگو کرنے والے کو پہلی پوری بات کرنے دیں اور پوری توجہ اور یکسوئی سے اس کی بات سنیں اور اگر اس کی گفتگو میں آپ کو کچھ معلوم ہے تو آپ اس کا اظہار نہ کریں۔

اس مناسبت سے حافظ خطیب بغدادی نے اس مقام پر ایک شعر کہا ہے۔

ولا تشارک فی الحدیث اھلہ

وان عرفت فرعہ واصلہ

یعنی جو شخص گفتگو کر رہا ہے اس میں تم شریک مت ہو اگرچہ آپ کو اس کی اصل اور تفصیل معلوم ہو۔

ادب 31: مجلس کے اداب میں یہ بھی ہے کہ جب گفتگو کرنے والے کی گفتگو میں آپ کو کوئی اشکال ہو تو آپ اس کے اظہار کے لیے کوئی جلدی نہ کریں بلکہ صبر کریں اور متکلم کو اپنی بات پوری کرنے دیں جب وہ اپنی بات مکمل کر لے تو اب آپ نہایت ادب واحترام نرمی اور عمدہ تمہید کے ساتھ اس سے سوال کریں لیکن گفتگو کے درمیان ہرگز اس کی بات کو نہ کاٹیں کیونکہ یہ ادب کے خلاف ہے اور اس سے دلوں میں ناپسندیدگی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں، ہاں اگر مجلس تعلیم تدریس کی ہے تو اس کی شان دوسری ہے لیکن اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ جب استاد جملہ پورا کر لے یا کسی معنی اور مسئلہ کی شرح پوری کر لے تب سوال کریں اور اس میں بھی علمی مناقشہ میں ادب اور سمجھداری ملحوظ رہنی چاہیے خلیفہ مامون الرشید کا قول ہے:

"العلم علی المناقشہ ،اثبت منہ علی المتابعۃ"

یعنی وہ علم جو مناقشہ کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ زیادہ پائیدار ہوتا ہے اس علم سے جو صرف سننے سے حاصل ہوتا ہے۔

مشہور عالم ادیب مورخ خلیفہ ابو جعفر منصور، مہدی، ہادی اور رشید کے ہم مجلس ہیثم بن

عدی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''حکماء کا قول ہے برے اخلاق میں سے یہ بھی ہے کہ دوسرے کی گفتگو میں اپنی گفتگو چھیڑ دینا اور دوسرے کی بات کاٹتے ہوئے دوران گفتگو اعتراض کرنا۔''

ادب 32: مجلس کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر آپ کے ہم مجلس سے سوال پوچھا جائے تو آپ جواب دینے میں پہل نہ کریں بلکہ جن سے پوچھا گیا ہے ان کو جواب دینے کا موقع دیں اور جب تک آپ سے پوچھا نہ جائے آپ خاموش رہیں اس سے آپ کا ادب، آپ کی شخصیت اور آپ کا مقام بلند ہوگا۔ جلیل القدر تابعی مجاہد بن جبر نے فرمایا کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''خبردار! اگر کسی سے پوچھا جائے تو تم اس طرح جواب دینے لگو گے کہ جیسے تمہیں مال غنیمت یا کوئی تحفہ مل گیا۔ پس اگر تم نے ایسا کیا، یعنی جواب دیا تو تم نے جواب دینے والے کی تحقیر کی اور سائل کو بوجھل کیا اور بے وقوفوں کی اپنی بے وقوفی اور بے ادبی پر مطلع کیا۔''

مشہور محدث فقیہ حنبلی ابن بطہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوعمر زاھد حافظ علامہ لغوی محمد بن عبدالوحد بغدادی (جو ثعلب کے لقب سے مشہور ہیں) کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ان سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو میں نے جلدی کی اور سائل کو جواب دے دیا تو ابوعمر زاھد میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے یہ کہتے ہوئے شرمندہ کر دیا کیا تم چھپی ہوئی فضولیات کو جانتے ہو یعنی تم فضولی ہو؟

ادب 33: ایک مختصر سی نصیحت اپنی پیاری مسلمان بہن کو کرنا چاہتا ہوں جب آپ اپنے گھر والوں سے یا بعض سہیلوں سے ملاقات کا ارادہ کریں تو اس کے لیے مناسب دن اور مناسب وقت کا خیال رکھیں۔ ابتدا اور انتہا دونوں اعتبار سے کیونکہ بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں ملاقات اچھی سمجھی جاتی ہے اور بعض اوقات ایسے ہوتے ہیں جن میں ملاقات مناسب نہیں ہوتی۔ چاہے وہ رشتہ دار یا دوست ہی کیوں نہ ہوں۔

ملاقات میں آپ کی حالت ایک عمدہ پسندیدہ سائے کی ہونی چاہیے جس سے نہ

دوسرے پر بوجھ پڑے اور نہ وہ تنگ ہوں نہ فضول باتیں ہوں اور نہ لمبی رام کہانیاں ہوں بلکہ یہ ملاقات صلہ رحمی کے لیے ہو اور دوستی اور رشتہ داری کی تازگی کے لئے ہو۔

ملاقات جب مختصر اور محبت بھری ہو تو وہ پسندیدہ شمار ہوتی ہے اور جب طویل اور تنگ کرنے والی ہو تو بھاری سمجھی جاتی ہے جس میں گپ بازی ہوتی ہے اور اچھی باتوں کے علاوہ بے کار گفتگو تک بات جا پہنچتی ہے۔ جلیل القدر تابعی حضرت محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب مجلس لمبی ہو جائے تو شیطان کا اس میں حصہ ہوتا ہے۔

آپ کی گفتگو ملاقات کے وقت ساری کی ساری یا زیادہ تر ایسی ہونی چاہیے جس میں فائدہ اور نفع ہو اور وہ غیبت، چغلی، اور بے ہودگی سے دور ہو اور ایک مسلمان عقلمند خاتون کا خیال کرتے ہوئے ملاقات اور گفتگو کرے۔

ادب 34: جب آپ ایسی جگہ جائیں جہاں کچھ لوگ سوئے ہوئے ہوں دن ہو یا رات۔ تو ان کا خیال کیجئے اور اپنی حرکت اور آواز میں نرمی اختیار کریں اور اس جگہ میں داخل ہونے یا نکلنے کے وقت ایسا شور نہ مچائیں جس سے ان پر گراں گزرے بلکہ نہایت نرمی اور لطف کا مظاہرہ کریں کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان تو سن چکے ہیں: "**من یحرم الرفق یحرم الخیر کله**" یعنی جو نرمی سے محروم ہوا وہ ہر ایک خیر کے کام سے محروم ہوا۔

جلیل القدر صحابی مقداد بن اسود رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے حصے کا دودھ رکھ دیتے تھے جب آپ رات کو تشریف لاتے تو اتنی آواز سے سلام فرماتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سوتا ہوا نہ جاگتا۔ (مسلم، ترمذی)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو ایسی آواز سے قرآن پڑھتے کہ جاگنے والا لطف اندوز ہوتا اور سونے والا نہ جاگتا۔

☆ ایک عورت کی زندگی کے دو مرحلے بڑے اہم ہوتے ہیں.....شادی سے پہلے اور شادی کے بعد۔

☆ عورت کے آنسوؤں سے اس کی طاقت کا پتہ چلتا ہے مرد کے آنسوؤں سے اس کی بیچارگی کا۔

☆ مرد کی ہر رسوائی کے آگے یا پیچھے ایک عورت ہوتی ہے۔

☆ عورت کی عمر کبھی چالیس سال نہیں ہوتی، پچیس کے بعد سیدھی پچاس پر پہنچ جاتی ہے۔

☆ اگر مرد اور عورت گاڑی کے دو پہیے ہوتے تو گاڑی کب کی الٹ چکی ہوتی۔

☆ عورت کا ذہن مرد کی نسبت زیادہ صاف ہوتا ہے کیونکہ وہ اسے جلدی جلدی بدلتی رہتی ہے

☆ جو کام مرد دس تقریریں کر کے بھی نہیں کرا سکتے عورت ایک طعنہ دے کر نکلوا لیتی ہے۔

☆ دو عورتیں پہروں، بغیر کسی بات کے باتیں کر سکتی ہیں۔

☆ عورتیں سنگار صرف عورتوں کو دکھانے کے لیے کرتی ہیں مردوں کی صرف غلط فہمی ہوتی ہے

☆ ہر مرد کی عزت کسی نہ کسی عورت کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

☆ مرد قانون بناتا ہے اور پھر بلا چوں و چرا عورت کی طرف سے پیش کردہ ہر ترمیم منظور کرتا چلا جاتا ہے۔

☆ خواتین میں پردے کو رواج دینے کے لیے، میک اپ پر پابندی سے زیادہ موثر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔

☆ عورتوں کو جھگڑنے کے لیے معقول وجہ کی ضرورت ہوتی ہے نہ صلح کے لیے۔

☆ عورتیں کبھی ایسے مہمانوں کو پسند نہیں کرتیں جو بغیر اطلاع دیے آ جائیں اور گھر کو اصلی

حالت میں دیکھ لیں۔

☆ عورت کے ساتھ سب سے بڑی زیادتی یہ ہے کہ وہ ہزار مردوں جیسے کام کرے پھر بھی اسے عورت ہی سمجھا جاتا ہے۔

☆ اکثر لڑکیاں فوجیوں سے شادی پسند کرتی ہیں کیونکہ وہ کھانا پکا سکتے ہیں، سلائی کر سکتے ہیں، بستر بنا سکتے ہیں، اچھی صحت رکھتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انہیں حکم لینے کی عادت ہوتی ہے۔

☆ خواتین خاموش طبع مردوں کو پسند کرتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ وہ ان کی باتیں سن رہے ہیں۔

☆ عورت اس وقت بڑی طاقتور ہوتی ہے جب وہ اپنی کمزوریوں سے مسلح ہو۔

☆ عورتیں یقیناً مردوں سے زیادہ عقل مند ہیں کیونکہ وہ جانتی کم اور سمجھتی زیادہ ہیں۔

☆ ایک عورت کا کام اس لیے اتنا مشکل ہے کہ اسے مرد کے ساتھ گزارا کرنا پڑتا ہے۔

☆ عورت کے کپڑے اتنے تنگ ہونے چاہئیں کہ پتہ چلے وہ عورت ہے اور اتنے کھلے کہ پتہ لگے وہ ایک شریف عورت ہے۔

☆ آدمی بولنے کے لیے کھڑا ہو تو لوگ سنتے ہیں اور پھر اندازہ لگاتے ہیں کہ دیکھنے کے قابل ہے یا نہیں۔ خاتون ہو تو لوگ دیکھتے ہیں اور پھر فیصلہ کرتے ہیں کہ سننے کے لائق ہے یا نہیں

☆ اس شخص کی بیوی یقیناً بہت عقلمند ہے جو سمجھتا ہے کہ وہ بیوی سے زیادہ عقلمند ہے۔

☆ اچھی شادی کا راز یہ ہے کہ شادی سے پہلے آدمی آنکھیں کھول کے رکھے اور شادی کے بعد بند کر لے۔

☆ عورت سے کبھی مقدمہ بازی نہ کرو، جوان ہوئی تو اس کا ہنسنا کافی ہے اور بوڑھی ہوئی تو اس کا رونا۔

☆☆☆

شاعر: کیا لکھ رہے ہو؟

افسانہ نگار: خاک

شاعر: بڑا دلچسپ موضوع ہے میں بھی کوشش کر رہا ہوں کہ اس زمین میں کچھ فکر سخن کروں۔

مصور: اپنا بھی یہی ارادہ ہے جب تک خاک کا تصور نہ کیا جائے طبیعت کسی رنگ پر جمنے ہی نہیں پاتی۔

شاعر: آؤ مل کر خاک کی باتیں کریں۔
یا خس و خاشاک کی باتیں کریں

افسانہ نگار: تسلیمات! صاحبو آپ دونوں گدھے ہیں۔

شاعر: واللہ! خوب یاد دلایا۔ ابھی کل میں نے ''نوائے خر'' کے نام سے ایک شاندار نظم کہی ہے بند عرض کیا ہے۔

مجھ سے پہلی سی مشقت میرے مزدور نہ مانگ
اور بھی کام ہیں دنیا میں مشقت کے سوا
راحتیں اور بھی ہیں بوجھ کی راحت کے سوا
تو جو مل جائے اکیلا تو دولتی جھاڑوں
خاک میں تجھ کو لٹا کے تیرے کپڑے پھاڑوں
مجھ سے پہلی سی مشقت میرے مزدور نہ مانگ

مصور: میرا اگلا شاہکار بھی اسی حسین وجمیل چوپائے پر ہوگا، کیوب ازم کے نظریات کے مطابق جو فنی صلاحتیں گدھے میں پائی جاتی ہیں وہ کسی دوسرے جاندار میں نہیں ہیں۔

افسانہ نگار: میرا خیال ہے کہ گدھے کے بعد آپ حضرات بندر پر طبع آزمائی فرمائیں گے۔

مصور: بے شک! سرریلزم میں آرٹ کا کمال یہ ہے کہ ہر سکیچ کو اس کی مرکزی حقیقت کے قریب ترین لایا جائے حضرت انسان کی مرکزی اصلیت کے نزدیک پہنچ کر بہت واضح ہو جاتی ہے۔

شاعر:

سرسوں کے ہرے کھیت میں اٹھائے بندریا
بیلوں کو جتے دیکھ کر اترائے بندریا
مسکائے بندریا ، شرمائے بندریا

مصور: میں تو یہی رائے دوں گا کہ آپ اپنے فن کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو اپنی افسانوں میں بندر کو اس کا مناسب منصب ضرور دیجئے۔

افسانہ نگار: نہ صاحب! مجھے بخشئے میں ابھی اللہ کی نعمتوں سے اس درجہ محروم نہیں ہوا کہ بندر کی طرف رجوع کروں۔

مصور: خیر آپ کی مرضی! صحیح رائے دینا میرا فرض تھا۔ اگر آپ کو بندروں سے دلچسپی نہیں، تو مینڈک اور مرغ بھی بڑے شاداب موضوع ہیں۔

شاعر: مرغ پر اس خاکسار نے ایک مسدس کہا تھا۔ ٹیپ کا بند ملاحظہ فرمائیے۔

صبح دم خواب سے دنیا کو جگائیں تو ہم
نیند کے ماروں کو تکبیر سنائیں تو ہم
تیرے گھر بار کی رونق کو بڑھائیں تو ہم

تیرے دالان کو بیٹوں سے سجائیں تو ہم
پھر بھی اٹھتے ہی چھری ہم پہ چلائی تو نے
حیف یہ رسم وفا خوب نبھائی تو نے

افسانہ نگار: صاحبو! یہ بندر، گدھے، مینڈک اور مرغ آپ کو مبارک ہوں مجھے ان حسین و جمیل موضوعات سے قطعی کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

شاعر: غالباً آپ نے داستان طرازی کا مشغلہ ترک کر دیا ہے؟

افسانہ نگار: جی نہیں! میں خدا کے فضل سے اب تک افسانے لکھتا ہوں اور خوب لکھتا ہوں۔

مصور: آ گر آپ کو زندگی کے ان ٹھوس حقائق سے دلچسپی نہیں تو شاید آپ ''الف لیلیٰ'' کے شہزادوں، جنوں کے بادشاہ اور کوہ قاف کی پریوں کی کہانیاں لکھنے کے شوقین ہوں گے۔

افسانہ نگار: جی نہیں! خدا میری جمیلہ کو سلامت رکھے اس کے ہوتے ہوئے مجھے جنوں کے بادشاہ یا کوہ قاف کی پریوں کا سہارا لینے کی مطلقاً حاجت نہیں۔

شاعر: ہائے کیا نام لے لیا ظالم نے!

مصور: زندگی کے خوابیدہ تار جھنجھوڑ ڈالے اس نام نے۔

شاعر: ہائے کیا بات ہے جمیلہ۔ ایک زمانہ تھا کہ اس کی رنگ برنگ چوڑیوں کی کھنک سے شعریت کے طوفان ابلتے تھے۔

مصور: اس کے جسم کی اقلیدسی خطوط اور ان کی گھنیری بھوؤں کی سیاہ جھالریں میرے شاہکاروں کی معراج تھیں۔

شاعر: اس کی لانبی لانبی کمر تک بل کھاتی ہوئی زلف کا تصور میری شاعری کی جان تھا۔

مصور: میں نے ان کی آنکھوں میں کاجل کی تحریر ابھارنے کی خاطر اپنے فن کو کمال تک پہنچا دیا

شاعر: لیکن ہائے! جب جمیلہ نے اپنی زلف دوتا کٹا کر بوبد ہیئر رکھ لیے ہیں میری شاعری

مرگئی ہے۔

مصور: اب وہ اپنی جھالردار بھویں استرے سے مونڈ کر ان کی جگہ سرمے کی تنی ہوئی لکیر کھینچتی ہے میرے شاعر میرا فن برباد ہوگیا۔

شاعر: میرے پیارے افسانہ نویس! تم اس لنڈ منڈ جمیلہ پر جتنی کہانیاں چاہو لکھتے رہو اب اس میں میرے لیے کوئی کشش باقی نہیں رہی۔

افسانہ نگار: تم دونوں بڑے کور ذوق عاشق ہو، جس نکتے پر آ کر تمہارا فن مرگیا ہے وہاں سے میرے آرٹ کی ابتداء ہوتی ہے اگر تم کو جمیلہ کی رعنائیوں کو ایک نظر دیکھنا ہے تو آؤ میرے ساتھ چلو! میں تمہیں طلسم ہوشربا کے نظارے دکھاؤں گا۔

شاعر: کہاں چلو گے؟

افسانہ نگار: بوٹ کلب۔

مصور: نہیں مجھے وہاں جا کر ابکائیاں آتی ہیں، میں نے کئی مہینے وہاں کی خاک چھانی ہے اور جب کبھی وہاں جاتا ہوں تو میرا جی چاہتا ہے کہ قصاب کی دکان پر لٹکی ہوئی گوشت کی ننگی رانوں کی تصویر کشی کروں۔

افسانہ نگار: اگر تمہیں کچے گوشت سے اس قدر نفرت ہے تو کوئی بات نہیں، میں تمہیں میٹروپول کی رقص گاہ میں لے چلوں گا۔ وہاں جمیلہ کے لچکیلے بدن کو رنگیں غباروں کی طرح رقصاں دیکھ کر تمہارا دل شاد اور روح منور ہو جائے گی۔

شاعر: میرے دوست خدا کے لیے مجھے وہاں کی یاد نہ دلاؤ! وجدان کی تلاش میں وہاں کئی کئی راتیں جاگا ہوں لیکن ہر بار وہاں جا کر میری شاعری کا جوہر خاک ہو جاتا ہے جب میں جمیلہ کو ہنسی خوشی ہر دوست اور ہر دشمن کے ساتھ باری باری دوش بدوش بازو بہ بازو سینہ بہ سینہ رقص کرتے ہوئے دیکھتا ہوں تو میری شاعری میں رقیب روسیاہ کا لطیف

تخیل فنا ہو جاتا ہے۔

مصور: اب وہ میرے اسٹوڈیو میں ماڈل بننے بھی نہیں آتی بلکہ فوٹو گرافروں کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے تاکہ اس کی تصویریں اخباروں کے پچھلے صفحات پر شائع ہوں۔

شاعر: اس کے فلیٹ میں بجلی کی گھنٹی لگی ہوئی ہے اور مجھے بھی دربان کی جھڑکیاں سہنے اور اس کی منت سماجت کرنے کا موقع نصیب نہیں ہوتا۔

مصور: میرے نزدیک جمیلہ کا وجود نیست و نابود ہو چکا ہے اور میں اس کی یاد میں اپنے آرٹ کو نئی نئی شاہراہوں پر چلا رہا ہوں۔ جب مجھے جمیلہ کی خوبصورت اور سڈول ٹانگوں کا خیال آتا ہے تو رنگوں کی آمیزش سے چونے اور سیمنٹ کے مضبوط ستون بناتا ہوں جب مجھے اس کے حسین چہرے کی یاد ستاتی ہے تو میں ایکسرے کے فوٹو کی طرح ہڈیوں کے ڈھانچے کی تخلیق کرتا ہوں۔

افسانہ نگار: صاحبو! مجھے تم دونوں کی حالت پر رحم آتا ہے میرے ساتھ آؤ میں تمہیں جمیلہ کی ایک بالکل نئی اور اچھوتی جھلک دکھاؤں گا۔

شاعر: میں خوب جانتا ہوں کہ اب تم ہمیں کسی ریفیوجی کالونی چلنے کی دعوت دو گے۔

مصور: میں وہاں ہرگز نہ جاؤں گا! میرے ڈبوں کے سارے رنگ ختم ہو گئے ہیں لیکن ہندوستان سے آنے والے ریفیوجیوں کی تعداد میں کمی نہیں ہونے پاتی۔ میرا آرٹ اس رفتار کا ساتھ دینے سے بالکل قاصر ہے میں اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں۔

شاعر: میں نے بھی اس کوچے کی ہیرا پھیری کی ہے اور کئی بار اسی تانک جھانک میں پٹا بھی ہوں۔ نا صاحب! اب وہاں جانے سے میری توبہ بھی بھلی۔

افسانہ نگار: تم بڑے بزدل انسان ہو۔ میری طرف دیکھو! کتنی بار میں نے خود جوتے کھائے ہیں لیکن میں ابھی تک ریفیوجیوں پر افسانے لکھنے سے باز نہیں آیا۔

شاعر: تمہارا کیا ہے!!! تم تو بے حیا ہو! ہر روز جوتے کھاتے اور پھر کپڑے جھاڑ کر افسانہ لکھنے بیٹھ جاتے ہو لیکن شاعر کا دل بڑا نازک ہوتا ہے میرے یار ذرا سی ٹھیس لگنے سے یہ آبگینہ ٹوٹ جاتا ہے تم شوق سے جا کر جوتے کھاؤ اور افسانے لکھو میں یہاں بیٹھ کر اونٹ گاڑی پر اپنی نظم مکمل کروں گا اور میرا دوست مصور لنگور کی لہراتی ہوئی بانکی زلف دوتا۔۔تو بہ معاف کیجئے گا۔لنگور کی لہراتی ہوئی بانکی دم کی نقاشی کرے گا۔آہاہا سبحان اللہ کیا غضب کے شعر ہیں عرض کیا ہے:

اونٹ پھر آیا دلِ راز ! نہیں اونٹ نہیں
یہ تو گاڑی ہے کہیں اور چلی جائے گی!
ڈھل چکی رات بکھرنے لگا پاؤڈر کا غبار
پھڑ پھڑانے لگے شانوں پہ تراشیدہ بال

ہماری منفرد طبی تحقیقات
جس سے ماڈرن میڈیکل سائنس یورپ امریکہ روس اور چین تا حال بے خبر ہیں
نسخہ تحفہ بدن
جسمانی کمزوری کا جواہرات میں تُلنے والا تجربہ شدہ علاج
اس سے مریل، سوکھے سڑے بدن شگفتہ و تر و تازہ دھنسے
ہوئے زرد چہرے سیب کی طرف گول و پر بہار ہو جاتے ہیں
دھلی دواخانہ قائم شدہ 1980ء
24 گھنٹے ہیلپ لائن میڈیسن منگوانے کے لیے
0333-7494839 دھلی دواخانہ

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اجمعین کی سیرت طیبہ پر مشتمل ہمارے مستقل سلسلے ''ہماری مائیں'' اوراس کے بعد بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے کی لکھاری، ماہنامہ بنات اہلسنت کے معاون مدیر مولانا عابد جمشید کی اہلیہ محترمہ جو گذشتہ ماہ قضائے الٰہی سے وفات پا گئی تھیں، ان کا یہ مضمون بنات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے کا آخری مضمون ہے جو انہوں نے وفات سے چند دن پہلے لکھا تھا۔ ادارہ ان کے لیے جنت الفردوس میں اعلیٰ علیین پر فائز ہونے کی دعاؤں کے ساتھ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر ان کا یہ مضمون شائع کر رہا ہے۔ ایک عجیب مناسبت یہ کہ مرحومہ کی نومولود بیٹی کا نام بھی فاطمہ ہے۔ اللہ تعالی اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ ادارہ

تعارف وفضائل:

فاطمہ، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی چوتھی اور سب سے چھوٹی صاحبزادی کا نام تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے سالِ ولادت سے متعلق مختلف روایات کچھ یوں ہیں: ''بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سال قبل، بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سال پہلے، بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سال بعد۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ لقب کے مطابق، آپ رضی اللہ عنہا، خواتینِ جنت کی سردار ہیں، یعنی: فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اہل بیت رضی اللہ عنہم میں سے آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آپ رضی اللہ عنہا سے بے انتہا محبت کرتے تھے۔ اپنی اس لاڈلی بیٹی کو دی جانے والی کسی بھی

تکلیف کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً پسند نہیں کرتے تھے۔ ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رنجیدہ دیکھ کر فرمایا: ''فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جس نے اسے ناحق ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔'' ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: ''جس بات سے اسے کوئی رنج پہنچتا ہے، وہ مجھے رنجیدہ کر دیتی ہے۔ جو چیز اسے اذیت دیتی ہے، وہ میرے لیے بھی باعثِ اذیت ہے۔'' ماہِ رمضان سن 2 ہجری میں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عم زاد علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ اکثر مورخین نے یہ شادی غزوہ بدر کے بعد ہی بیان کی ہے۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی 2 ہجری میں غزوہ بدر کے بعد کی ہے۔'' (فتح الباری)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دختر نیک اختر کو مخاطب کر کے فرمایا: ''اے فاطمہ! میں نے تمہاری شادی اپنے خاندان میں سے بہترین شخص کے ساتھ کی ہے۔'' (طبقات ابن سعد، 8/24)

سیرت و کردار: حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا، رفتار و گفتار اور عادات و خصائل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہترین نمونہ تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں: ''ہم ازواج النبی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھیں کہ سیدہ فاطمہ آئیں۔ ان کی چال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال سے مشابہ تھی۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مزید روایت کرتی ہیں: ''فاطمہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت، صفات عالیہ اور آپ کے حسنِ اخلاق سے بہت زیادہ مشابہت رکھتی تھیں۔ اور ان کا اندازِ گفتگو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ گفتگو سے بہت ملتا جلتا تھا اور جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو آپ ان کی طرف چل کر جاتے اور ان کا استقبال کرتے، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر اس کا بوسہ لیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب ان کے پاس جاتے تو وہ بھی ان کی طرف چل کر جاتیں اور ان کا استقبال کرتیں، پھر ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کا بوسہ لیتیں اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔'' (ابوداؤد، کتاب الادب)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت متقی، صابر وقانع اور دیندار خاتون تھیں۔ گھر کا تمام کام کاج خود کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے ہاتھوں میں چھالے پڑ جاتے، گھر میں جھاڑو دینے اور چولہا پھونکنے سے کپڑے میلے ہو جاتے، لیکن ان کے ماتھے پر بل نہیں آتا تھا۔ گھر کے کاموں کے علاوہ عبادات بھی کثرت سے کرتی تھیں۔ ایک دن حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اور آپ کے شوہر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) آٹھ پہر سے بھوکے تھے۔ حضرت علی کو کہیں سے مزدوری میں ایک درہم مل گیا تو وہ جَو خرید کر گھر پہنچے۔ بی بی فاطمہ نے جَو چکی میں پیسے، روٹی پکائی اور اپنے خاوند کے سامنے رکھ دی۔ جب وہ کھا چکے تو خود کھانے بیٹھیں۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: ''مجھے اس وقت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد یاد آیا کہ فاطمہ دنیا کی بہترین عورت ہے'' ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ''جانِ پدر! (مسلمان) عورت کے اوصاف کیا ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ''ابا جان! عورت کو چاہئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرے، اولاد پر شفقت کرے، اپنی نگاہ نیچی رکھے، اپنی زینت کو چھپائے، نہ خود غیر کو دیکھے اور نہ غیر اس کو دیکھ پائے۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر بہت خوش ہوئے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر غم واندوہ کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ تمام کتبِ سیر اس بات پر متفق ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کسی نے سیدہ فاطمہ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

اولاد: سیدہ رضی اللہ عنہا سے 6 اولادیں ہوئیں: حسن، حسین، محسن، امّ کلثوم، رقیہ اور زینب رضی اللہ عنہم۔ محسن اور رقیہ نے بچپن ہی میں انتقال کیا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی سے باقی رہی۔

کتبِ احادیث میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے 18 حدیثیں مروی ہیں۔ ان کے رواۃ میں علی، حسن، حسین، عائشہ صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم جیسی جلیل القدر ہستیاں شامل ہیں۔

وفات: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد ہی، 28 سال کی عمر میں سیدہ فاطمہ نے انتقال فرمایا۔ رضی اللہ عنہا و ارضاھا

سلطان احمد مرزا کی وفات کے بعد اس کے چھوٹے بھائی محمود مرزا نے جو کہ حصار بدخشاں اور قندز کا حاکم تھا سمرقند کا ایک اقتدار بھی سنبھال لیا قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے کہ شکست تیمور کے واحد وارث امیر تیمور کے پوتے ابوسعید مرزا کی طاقت سے خائف ہو کر مغلستان کے خاقان اعظم یونس خان نے اپنی تین بیٹیاں اس کے تینوں بیٹوں احمد مرزا، محمود مرزا، اور عمر شیخ مرزا کے عقد میں دے دی تھیں۔ سلطان ابوسعید مرزا کے قتل کے بعد سلطنت تیموریہ تین حصوں میں منقسم ہوگئی: سمرقند اور بخارا؛ احمد مرزا۔ حصار، بدخشاں اور قندز محمود مرزا جبکہ وادی فرغانہ عمر شیخ مرزا کے حصے میں آئی۔ وادی فرغانہ پر احمد مرزا اور محمود مرزا نے عمر شیخ کا حق طوہاً و کرہاً قبول تو کر لیا مگر خاقان اعظم سے مل کر آئے دن وہ اس کی سازشیں کرتے رہتے تھے۔ تینوں اشخاص یعنی احمد مرزا محمود مرزا اور خاقان اعظم اندرونی طور پر فردا فردا وادی جنت نظیر پر اپنا قبضہ چاہتے تھے۔ اگرچہ بظاہر تینوں اشخاص ایک دوسرے کے حامی و ناصر بنے ہوئے تھے مگر باطن میں ان کی الگ الگ ترجیحات تھیں۔ یعنی ہر شخص بلا شرکت غیر وادی فرغانہ پر دندان آز تیز کئے ہوئے تھا۔ سلطان احمد اور عمر شیخ مرزا ملک عدم کو سدھار چکے تھے۔ محمود مرزا سمرقند پہ تو قابض ہو چکا تھا اب اس کی نظریں وادی فرغانہ پر لگی ہوئی تھیں۔ ننھا سا بابر ان کی نظروں میں نہیں سما رہا تھا۔ سلطان احمد مرزا کی طرح اس نے بھی ریشہ دوانیاں شروع کر دیں ادھر باہر بزعم خویش سمرقند کو اپنے زیر نگیں لانا چاہتا تھا یعنی اس مصرعے کا مصداق کہ۔

دونوں طرف تھی آگ برابر لگی ہوئی

سلطان مرزا محمود کو پورا پورا ادراک ہو چکا تھا کہ غیبی طاقتیں بابر کی پشت پناہی کر رہی تھیں۔ انہی طاقتوں کے بل بوتے سلطان احمد مرزا اور خاقان اعظم محمود خان کو منہ کی کھانا پڑی۔ بنا

بریں اس نے بابر کی طاقت کو زیر کرنے کی بجائے محلاتی سازشیوں کے ذریعے مات دینے کی منصوبہ بندی کی وہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا چاہتا تھا سب سے پہلے اس نے سمرقند پر اپنا قبضہ مضبوط کرنے کے لیے اپنے بیٹے مسعود مرزا کی شادی سلطان احمد مرزا مرحوم کی بیٹی سے کرنے کا فیصلہ کیا۔

اگر چہ یہ شادی ایک معمول کی بات تھی مگر سلطان مرزا محمود نے اس شادی کے پس پردہ ایک بہت بڑی سازش تیار کر رکھی تھی۔ سلطان محمود مرزا کو اپنے عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک مضبوط مہرے کی ضرورت تھی جو اسے حسن یعقوب کی صورت میں میسر آ گیا تھا۔ نانی اماں نے سچ ہی تو کہا تھا کہ بابر نے حسن یعقوب کو وزارت عظمیٰ کے منصب جلیلہ پر فائز کر کے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی۔ حسن یعقوب ایک نہایت ہی سازشی اور لالچی انسان تھا وہ اپنی مطلب برابری کے لیے بابر کو داؤ پہ لگا سکتا تھا۔ اس نے بابر کی نگاہوں میں اپنا مقام و مرتبہ بلند کرنے کے لیے گزشتہ جنگ میں اپنی بے پناہ صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا تھا جس پر بابر نے خوش ہو کر اسے وزارت عظمیٰ کے منصب کے علاوہ اندزحاں کے انتظامی امور کا بھی سربراہ بنا دیا تھا ناپختہ ذہن بابر کی یہ بہت بڑی سیاسی غلطی تھی۔

بابر نے اگر چہ نانی اماں کی نصیحتوں پر کان نہ دھرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ مگر نانی اماں ابھی تک بابر کی ذہنی تربیت اور اس کی رہنمائی سے دستبردار نہیں ہوئیں تھیں وہ نہایت کائیاں عورت تھیں خاقان اعظم یونس خان کی زوجیت میں رہ کر اس نے امور جہانگیری اور جہانداری میں خوب دسترس حاصل کر لی تھی۔ وہ بادشاہوں کے ساتھ رچائی جانے والی محلاتی سازشوں کا پورا پورا ادراک رکھتی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ بابر ابھی کمسن ہے اسے اس کی رہنمائی اور تحفظ کی بے انتہا ضرورت ہے خدانہ کرے اگر اس کا ایک بھی پاؤں غلط پڑ گیا تو پھر اس کے سر پر منڈلانے والے بڑے بڑے خونخوار گدھ اس کا ماس نوچ کھائیں گے اور یہ بات اسے منظور نہیں تھی۔ بنا بریں اس نے اپنی آنکھیں ہر وقت کھلیں رکھیں ہوئی تھیں وہ اس بات سے بھی خوب واقف تھی کہ محلاتی

سازشیں کس طرح پروان چڑھتی ہیں۔حسن یعقوب اس کی نگاہوں میں خار سا کھٹکتا تھا اس نے اپنے معتمد؛ جاسوس سائے کی طرح اس کے پیچھے لگا رکھے تھے جو اس کی ایک ایک پل کی حرکات کی خبر نانی اماں تک پہنچاتے تھے۔

ادھر سلطان محمود بھی دور کی کوڑی لایا اور اس نے اپنے مصاحبین میں سے ایک صاحب ڈھونڈ نکالا جو حسن یعقوب کا قریبی رشتہ دار بھی تھا اور اس سے بڑی قربت بھی رکھتا تھا اس کا نام عبد القدوس بیگ تھا سلطان احمد مرزا جانتا تھا کہ عبدالقدوس بیگ حسن یعقوب کو شیشے میں اتارتا اس سے مزید مراسم استوار کرے اور اسے اپنے ڈھب پہ آ کروادی فرغانہ پر اس کے قبضہ کے رستہ ہموار کرے

حسن اتفاق دیکھئے کہ حسن یعقوب پکے ہوئے پھل کی طرح سلطان مرزا محمود کی جھولی میں گرنے کے لیے بے تاب ہوا جا رہا تھا۔بابر کے چھوٹے بھائی جہانگیر مرزا کو آتشی کے اہم قلعے پر حکمران بنانا اسی نامراد سازشی ذہن کی اختراع تھی۔وہ ابھی تک بابر کی تاج پوشی والے دن کی خفت نہیں بھولا تھا وہ بابر کی نگاہوں میں بہت اچھا بن کر اپنے دیرینہ مقاصد پورے کرنا چاہتا تھا۔ وہ ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھ رہا تھا اس کے ذہن میں سازشوں لاوا پک رہا تھا۔اس نے حسن تدبیر سے جہاں جہانگیر مرزا کو آتشی کے سیاہ سفید کا مالک بنا دیا تھا اس نے وہاں اپنے تئیں اندزحان کے انتظامی امور کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا تھا وادی فرغانہ کے اقتدار پر آہستہ آہستہ اس کی گرفت مضبوط ہوتی جا رہی تھی وہ موقع محل دیکھ کر بابر پر بھرپور وار کرنا چاہتا تھا۔نانی اماں اس خبیث النفس انسان کی خباثتوں سے خوب واقف تھی جب کہ وہ خود کو بزعم خویش سمجھدار سمجھنے والا بابر بھی غنچہ کھا گیا تھا۔

جس وقت سلطان محمود مرزا سمرقند میں بیٹھ کر بابر کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بُن رہا تھا عین اس وقت حسن یعقوب بھی اپنی سازش کے ڈانڈے اس سے ملانے کے لیے بے تاب ہوا جا رہا تھا اس سے پہلے کہ سلطان محمود مرزا اپنے معتمد خاص عبدالقدوس بیگ کو اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اندازحان بھیجتا اسے حسن یعقوب کی طرف سے ایک خط موصول ہوا اس کا مفہوم

کچھ یوں تھا:

''سلطان مرزا کو چاہیے کہ وہ اپنے تمام اختلاف بالائے طاق رکھ کر اپنے یتیم بھتیجے بابر کو اپنی پناہ میں لے لے اور فرغانہ کا نظم ونسق اپنے ہاتھوں میں لے کر اہل فرغانہ کو بیرونی دشمنوں سے تحفظ فراہم کرے میں بھی حسب توفیق اس کے اس نیک کام میں ہاتھ بٹانے کے لیے تیار ہوں انہیں اس نیک کام میں زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیے شہزادہ جہانگیر مرزا بھی میرا ہمنوا ہے وہ آتشی کے قلعہ میں اپنے شفیق چچا کا انتظار کر رہا ہے۔''

سلطان محمود کے نام حسن یعقوب کا یہ خط واضح اس بات کا اشارہ تھا کہ اسے فرغانہ پر حملہ آور ہونے کے لیے زیادہ دیر نہیں کرنی چاہیے تھوڑی سی تگ ودو کے بعد وادی فرغانہ اس کی جھولی میں ہوگی بابر میں اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ سلطان مرزا کے سامنے تاب ومقاومت لا سکے اس پر مستزاد یہ کہ حسن یعقوب بذات خود بھی اور شہزادہ جہانگیر مرزا بھی اس کی معاونت پر کمر بستہ ہیں سلطان محمود مرزا پہلے ہی ادھار کھائے بیٹھا تھا کہ حسن یعقوب کے خط نے اس پر جلتی کا کام کیا اب عبدالقدوس بیگ کی اندزحان کی طرف روانگی لازم قرار پائی تھی کیونکہ عبدالقدوس بیگ کو وہاں اپنے حصہ کا کام مکمل کرنا تھا۔ بنابریں سلطان محمود مرزا نے اپنے شاہی ایلچی کو بیش بہا تحائف کے ساتھ انداز حان روانہ کیا۔

عبدالقدوس بیگ کی انداز حان کی طرف روانگی کے لیے بہانہ یہ تراشا گیا کہ تیمور خاندان کے رسم ورواج کے مطابق شاہی ایلچی فرغانہ کے سلطان کو مسعود مرزا کی شادی خانہ آبادی میں شرکت کی دعوت دے۔ کیونکہ مسعود مرزا کے ساتھ شاہ فرغانہ کا دوسرا رشتہ تھا وہ سلطان محمود مرزا کی طرف سے اس کا چچازاد بھائی تھا وہاں وہ اس کا خالہ زاد بھی تھا۔ تیموری خاندان میں عہد قدیم سے ایک رسم چلی آرہی تھی وہ یہ کہ جب شاہی خاندان کی طرف سے شادی کے دعوت نامے جاری کئے جاتے تھے تو دعوت ناموں کے ساتھ تحفے میں سونے کے ساتھ تیار کردہ پستے اور بادام کی ایک معقول مقدار بھی بھیجی جاتی اسی رسم کے پیش نظر بابر کی طرف بھیجے جانے والے دعوت نامے کے

ساتھ سونے سے بطور خاص تیار کردہ پستے اور بادام کی ایک کثیر مقدار بھی بھیجی گئی۔ دراصل سلطان محمود مرزا بابر کو یہ باور کروانا چاہتا تھا کہ اس کی نگاہوں میں بابر کی کتنی قدر و منزلت ہے۔

سلطان محمود مرزا نے عبدالقدوس کو یہ ہدایت کی کہ وہ اندزحان میں رہنے کے لئے حسن یعقوب کے گھر کا انتخاب کرے کیونکہ وہ اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ اس طرح اہل اندزحان اس کے حسن یعقوب کے ہاں رہنے پر معترض نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کے دلوں میں کوئی شک پیدا ہوگا۔ اس طرح وہ پوری دلجمعی کے ساتھ اپنے سازشی منصوبے کے تار و پود سلجھا اور سنوار سکے گا

عبدالقدوس بیگ اپنے آقا کی ہدایت کے مطابق اندزحان میں داخل ہوا تو وہ سیدھا حسن یعقوب کے گھر پہنچا۔ دوسرے دن حسن یعقوب کی معیت میں دربار بابری میں حاضر ہو کر سلطان محمود مرزا کی طرف سے اس کے بیٹے کی شادی میں شرکت کا دعوت نامہ اور متعلقہ تحائف اس کے حضور پیش کیے۔ اپنے چچا کی طرف سے غیر متوقع طور پر شادی میں شرکت کا دعوت نامہ اور تحائف پا کر بابر کو یک گونہ مسرت حاصل ہوئی اسے اس بات کی خوشی ہوئی تھی کہ اس کے چچا نے اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ (جاری ہے)

انگور سے پہلے منقیٰ

امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے آئمہ روزگار، شیوخ زمانہ اور خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے استفادہ اور حصول تعلیم کے بعد اپنی علیحدہ درسگاہ قائم کر لی مگر اس سلسلہ میں نہ تو اپنے محسن و مربی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مشورہ کیا اور نہ انہیں اطلاع دی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے کسی شاگرد کے ذریعہ ان سے چند مسائل دریافت کرائے مگر انہیں جواب سے اطمینان نہ ہوا اور فوراً تردید کر دی اس صورت واقعہ کے پیش نظر خود امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو احساس ہوا کہ انہوں نے قبل از وقت حلقہ درس قائم کر دیا ہے چنانچہ وہ خود امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تقصیر کا اعتراف کیا، امام ابوحنیفہ نے انہیں نصحت کرتے ہوئے فرمایا: ''تم انگور ہونے سے پہلے منقی بن گئے'' مقصد یہ تھا کہ پختہ کار ہونے سے پہلے درس و تدریس کا کام شروع کر دیا جو ہرگز زیبا نہیں۔

دل کو دل سے راہ ہوتی ہے:

یہ ہمیشہ ذہن میں رکھنا کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔آپ کے دل میں خاوند کی عظمت ہوگی، پیار ہوگا، محبت ہوگی خود بخود خاوند کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگی، چنانچہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ جارہا تھا اس نے اپنے وزیر سے پوچھا یہ جو کہتے ہیں کہ دل کو دل سے راہ ہوتی ہے اس کا کیا معنی؟ وزیر باتدبیر تھا اس نے کہا بادشاہ سلامت! آپ کی یہ بات میں آنکھوں سے دیکھ سکتا ہوں مگر ذرہ کسی وقت آپ عام کپڑے پہن کر میرے ساتھ چلیں، بہت اچھا۔ چنانچہ ایک دن بادشاہ نے اپنے تاج اور کپڑے اتار کر عام لوگوں کا لباس پہن لیا اور وزیر کے ساتھ محل سے باہر نکل گیا۔

چلتے چلتے ایک شخص آگے آرہا تھا تو وزیر نے بادشاہ سے پوچھا: ''بادشاہ سلامت! یہ کیسا آدمی ہے؟ اس نے کہا بے وقوف لگتا ہے، جاہل لگتا ہے، کوئی تمیز نہیں ہے اس کو۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک۔'' آئیں ذرا پھر اس بندے سے سنیں۔ وزیر اس بندے کے پاس گیا سلام دعا کی کہنے لگا: ''یار سناؤ! آج کل ہمارا بادشاہ کیسا ہے؟'' کہنے لگا: ''پتہ نہیں کہاں کا بے وقوف بادشاہ بن گیا ہے؟ اس کو سمجھ ہی نہیں ہے وہ بادشاہ بننے کے لائق ہی نہیں ہے۔'' اس نے بھی آگے ایسے الٹے سیدھے کمنٹس دے دیے۔

تھوڑا سا اور آگے گئے تو وزیر کی نظر ایک نوجوان پہ پڑی۔ اس نے بادشاہ سے پوچھا: ''بادشاہ سلامت! اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟'' بادشاہ نے کہا: ''بھلا آدمی نظر آتا ہے۔'' اس نے کہا: ''آئیں ذرا اس سے پوچھیں۔'' وزیر نے اس سے جا کر پوچھا: ''سناؤ بھائی!

ہمارا بادشاہ کا کیسا ہے؟'' کہنے لگا: ''یار! بہت ہی سمجھ دار ہے اس نے تو رعایا کو بہت ہی خوش رکھا ہے اور ہم لوگ تو بڑے خوش قسمت ہیں کہ ہمارا بادشاہ اس قدر قابل ہے۔'' اب وزیر نے کہا کہ دیکھیں آپ کے ذہن میں جو دوسرے کے بارے میں خیالات آرہے تھے آپ کے بارے میں وہی خیالات دوسرے بندے کے دل میں آرہے تھے۔ یہ ہے دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔ آپ کے دل میں اگر دوسروں کے لیے محبت کے جذبات اٹھ رہے ہیں پیار آرہا ہے تو یہ پیغام اس کو خود بخود پہنچ جاتا ہے اور دوسرا دل اس پیغام کو خود بخود لے لیتا ہے اور دوسرے دل میں بھی اس کے بارے میں پیار و محبت کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں تو اپنے دل میں خاوند کے بارے میں ہمیشہ محبت رکھیں بلکہ اگر خاوند کی کوتاہیاں بھی ہوں، غلطیاں بھی ہوں، اگر وہ بدکاری میں پڑنے والا بھی ہو آپ کا تو خاوند ہے۔ آپ اس کے عیوب کو جاننے کے باوجود اس سے محبت کریں وہ آپ کی زندگی کا ساتھی ہے۔ دوستوں نے، ماحول نے، حالات نے اس کو بگاڑ دیا ہے اب آپ کی محبت اس کو نیکی کے طرف لے آئے گی اور آپ کے جھگڑے اس کو اور برا بنا دیں گے۔ تو عیوب کو جانتے ہوئے بھی درگزر سے کام لینا، اللہ رب العزت کی صفت ہے اور حدیث پاک میں فرمایا گیا: ''وتخلقوا باخلاق اللہ (تم اپنے آپ کو اللہ کے اخلاق سے مزین کرو) عورتوں کو چاہیے کہ خاوند کی بدکاری کے باوجود، غلطیوں کے باوجود اپنے دل میں اس کے ساتھ محبت رکھیں۔

باہر گھومنے پھرنے کی عادت نہ ڈالیں:

ایک اور بات جو جھگڑے کا باعث بنتی ہے وہ باہر گھومنے کی عادت ہے۔ عام طور پر مرد عورتوں کو گھومنے کی عادت ڈالتے ہیں اور کئی مرتبہ یہ عادت عورتوں کو ماں باپ کے گھر سے ہی پڑی ہوتی ہے، باہر گھومنے کی اور یہ باہر گھومنا یہ ازدواجی زندگی کے لیے بہت زیادہ نقصان دہ ہے۔

اس کی کیا وجہ؟

تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جب باہر نکلتی ہے تو شیطان تانک جھانک کرنے والوں کو بھی ساتھ لگا دیتا ہے۔ اب دو قسم کی مصیبتیں سامنے آئیں۔ باہر کے مرد ہوں گے جو اس عورت کی

تانک جھانک میں لپکیں گے اور کسی کو اس کی شکل اچھی لگی تو وہ اس کا اتا پتا کرے گا اس کو میسج کرنے کی کوشش کرے گا اور خواہ مخواہ اس کا گھر برباد کرے گا اور خاوند کی نظر کسی غیر پر پڑ گئی تو خاوند اپنی بیوی کی بجائے اس کے ساتھ Attach زیادہ ہو جائے گا۔ تو میاں بیوی کا یہ سوچنا کہ آؤ! گھومتے پھرتے ہیں۔ یہ فرنگیوں کی طرز ہے اس لیے ہم نے تو اس کا انجام ہمیشہ برا ہی دیکھا ہے۔ عورتیں اگر اپنے خاوند کے ساتھ باہر جانا چاہتی ہیں تو کسی پارک میں جانا یا کسی ایسی جگہ پر جانا جہاں پر عام مجمع نہ ہو بالکل ٹھیک ہے مگر گھر کی بجائے چلو پیزا ہٹ پر جا کے کھانا کھا کے آتے ہیں، اچھا بھئی آج ہم جا کر ایف سی پر کھانا کھاتے ہیں یہ جو مصیبت ہے زندگی کی ترتیب ہے یہ بہت ہی زیادہ انسان کے لیے نقصان دہ ہے۔ یا تو شیطان بیوی کو کسی گناہ میں پھنسانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ یا خاوند کو کسی گناہ میں پھنسانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو اس لیے پبلک مقامات پر گھومنے کی عادت ڈالنا یہ عام طور پر جھگڑوں کو سبب بنتا ہے۔''

یاد رکھیں! اچھی زندگی گزارنے کے لئے اگر خاوند کو گھر میں ہی گرم چولہا مل جائے اور گرم دل مل جائے تو اس کے سوا اس کو تیسری چیز نہیں چاہیے۔ آپ گھر ہی میں اس کو اچھے کھانے بنا دیں اور گھر ہی میں ہی اس کو دل کی گرمی کا احساس دلا دیں کہ آپ کتنی محبت کرتی ہیں تو پھر خاوند کو باہر گھومنے کی کیا ضرورت ہے؟؟؟

خاوند سے ملاقات میں عذر نہ کریں:

یہ بھی دیکھا ہے کہ کئی مرتبہ خاوند کا دل چاہتا ہے کہ بیوی سے ملاقات کروں، ملوں۔ مگر بیوی صاحبہ عذر کے بہانے ہی ختم نہیں ہوتے۔ یہ چیز جھگڑے کا سبب بنتی ہے خاوند غصے میں ہو تو اس کو بھی عقل مندی سے ڈیل کرنا چاہیے اور خاوند پر جب شہوت کا بھوت سوار ہو تو اس کے ساتھ بھی عقلمندی کا معاملہ کرنا چاہیے جیسے بھی ہو اس کے اس نشہ کو اتارو۔ شریعت نے تو یہاں تک بھی کہاں کہ عورت اگر اونٹ پر سوار ہے اور خاوند اشارہ کرے کہ نیچے آؤ مجھے تمہاری ضرورت ہے تو وہ اونٹ سے نیچے اترے اور خاوند کی ضرورت کو پورا کرے اور پھر اونٹ پر دوبارہ چڑھ کے بیٹھے۔

شریعت نے کتنا خوبصوت اصول ہمیں بتایا ہے اور یہاں تو میاں بیوی ہیں ..... اور بیوی کے بہانے نہیں ختم ہوتے۔

خاوند پر شک نہ کریں:

ایک اور چیز جو کبھی کبھی جھگڑے کا سبب بنتی ہے وہ یہ کہ کبھی کبھی خاوند کام کی وجہ سے، دفتر کی وجہ سے، دین کے کام کی وجہ سے یا دوستوں کی وجہ سے گھر میں لیٹ آتا ہے تو خاوند کے دیر سے آنے پر یہ شک دل میں رکھ لینا کہ باہر اس کا کسی کے ساتھ کوئی تعلق ہے یہ انتہائی نقصان دہ بات ہے۔ جب بیوی خاوند کو کسی ایسے گناہ کا طعنہ دے جو اس نے نہیں کیا تو اس پر خاوند کا طیش میں آنا ایک مرد ہونے کے ناتے ہمیشہ بہت زیادہ ہوتا ہے کیا بیوی الزام برداشت کر سکتی ہے کہ خاوند اس کو کہے کہ تمہارا کسی غیر کے ساتھ تعلق ہے؟ اگر بیوی اس بات کو سن کر فوراً بھڑک جاتی ہے کہ تم نے یہ بات کر کیسے دی؟ تو خاوند کا بھی تو یہی معاملہ ہے..... اگر وہ دیر سے آیا تو دیر سے آنے کی سو وجوہات ہوتی ہیں۔ چلو! وہ دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر گپیں مارتا رہا، کھاتا پیتا رہا، دفتر میں دیر ہو گئی، یا کسی دین کے کام میں مسجد بیٹھا رہا، تو دیر سے آنے کی تو بہت ساری وجوہات ہوتی ہیں ہمیشہ اس سے ایک ہی نتیجہ نکالنا کہ جی خاوند ہمیشہ دیر سے گھر آتا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ دال میں کالا کالا ہے یہ بدگمانی میاں اور بیوی کے درمیان نفرتیں پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہیں لہذا بغیر کسی ٹھوس شواہد کے خاوند پر بدگمانی نہ کریں۔

بس زیادہ محبت دیں تاکہ اس کو باہر جانے کی بجائے اپنے گھر میں محبت ملے اگر گھر میں آپ جھگڑا کرنے کی عادی بن گئیں ضد کرنے کی عادی بن گئیں اور صبح اپنے خاوند کا نہ تو ناشتہ تیار کیا، نہ کپڑے دیے، اور خود ہی خاوند نے اٹھ کر اپنے کپڑے لیے اور پہنے اس طرح گھر سے بھوکا چلا گیا تو ایسا پریشان حال خاوند جب دفتر میں جائے گا اور وہاں دفتر میں کام کرنے والی کوئی بے پردہ لڑکی اس کو یہ لفظ کہہ دے کہ۔ سر! آج آپ بڑے پریشان نظر آتے ہیں۔'' تو بس یہ ایک فقرہ خاوند کو اس کی طرف متوجہ کر کے رکھ دے گا۔ پھر دفتر میں اس کا افیئر شروع ہو جائے گا آپ

اس کو گھر سے پریشان مت بھیجیں۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا لتسکنوا الیھا تا کہ خاوند تم سے سکون پائے۔ جب آپ نے بغیر سکون کے اس کو گھر سے بھیج دیا تو بنیادی غلطی تو آپ نے کی

روٹھے شوہر کو منانے کی کوشش کریں:

اگر آپ محسوس کریں کہ شوہر روٹھا ہوا ہے تو اس کو منانے کی کوشش کریں۔ کبھی بھی ایسی صورت نہیں ہونی چاہیے کہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ ناراضگی کی حالت میں سو جائے۔ نہیں، جب تک ایک دوسرے سے معافی تلافی نہ کرلیں Sorry نہ کرلیں، ایک دوسرے سے پیار اور محبت نہ کرلیں کبھی اس وقت تک مت سوئیں غصہ کی حالت میں جب ایک کا چہرہ ایک طرف ہو اور دوسرے کا دوسری طرف تو سمجھ لیں کہ ہم نے زندگی کے فاصلے طے کرنے کے لئے مختلف سمتوں کو قبول کرلیا۔ ایسی عورت جو ناراض شوہر کی پرواہی نہیں کرتی وہ شوہر کی موجودگی کے باوجود بیوگی زندگی گزارنے والی ہوتی ہے۔ کئی ایسی بھی عورتیں موجود ہوتی ہیں۔ جو شوہر کے ہوتے ہوئے بھی بیوہ ہوتی ہیں۔ یہ ایسی ہی عورت ہوتی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

ایک دفعہ ایک شخص نے پانی سے بھرا ہوا جام اپنے ہاتھ میں لے کر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر پانی سے بھرا ہوا یہ جام میں کسی کو دے دوں، ویسے ہی زمین پر رکھ دوں، میں پی لوں، اس کا پانی زمیں پر پھینکوں۔ تو مندرجہ بالا صورتوں میں تجھے طلاق.

اس کے ساتھ ہی ایک عجیب صورتحال پیدا ہوئی۔ مرد بیچارا اب اپنے کیے پر پچھتا رہا تھا کیونکہ اس نے خود کو بڑی الجھن میں ڈالا تھا۔ سب لوگ نہایت پریشان تھے کہ اچانک ان کو امام اعظم یاد پڑے. بھاگے بھاگے امام صاحب کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا۔ امام اعظم نے ان کو تسلی دی اور کہا کہ جاؤ اس جام میں خشک کپڑا اس طرح سے رکھو کہ سارا پانی کپڑے میں جذب ہو جائے اور ایک قطرہ بھی باقی نہ رہے. چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا. اب امام صاحب نے اس شخص سے کہا کہ تم نے اس پانی بھرے جام کے ساتھ جو قسم کھائی تھی اس سے تم بچ گئے کیونکہ جب پانی نہ رہا تو جام بے معنی ہو جاتا ہے۔ اب تم میاں بیوی پر کچھ لازم نہیں آتا یعنی طلاق نہیں ہوئی۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ سیدہ خیر النساء بہتر صاحبہ رحمہا اللہ

جن کو بچپن ہی میں مذہب سے خوب لگاؤ تھا اپنے بڑے بھائی سید عبیداللہ بن سید عبدالحئ سے قرآن کریم حفظ کیا اور پھر رمضان المبارک میں تراویح میں قرآن سنانے کا مشغلہ رہا اور آپ قرآن کریم بڑے لطف لے لے کر پڑھا کرتی تھیں جنہوں نے بچپن ہی میں فارسی اردو لکھنا پڑھنا سیکھی اور بچپن ہی میں مالابدمنہ، راہ نجات از شاہ رفیع الدین اور ان کا ترجمہ پڑھ لیا۔ تعبیر الرؤیا اور مجربات دیربی کا مطالعہ کر لیا آپ کی تربیت انتہائی صوفی منش ماحول میں ہوئی۔

سیدہ کی شادی مولانا عبدالحئ (ناظم ندوۃ العلماء) سے ہوئی جبکہ آپ کا رشتہ آپ کے چچا کے گھر میں ہونا تھا لیکن خیر النساء نے مفلس مولوی سے نکاح کو محض اس کی دینداری اور تقوی کی بناء پر ترجیح دی تو خدائے ذوالجلال والاکرام نے اپنے انعامات کی بارش فرما دی۔

خیر النساء کی فراست اور صبر: شادی کے ابتدائی ایام بڑے تنگی میں گزرے ان کی والدہ گھر سے کچھ نہ کچھ بھیج دیتی جو کہ خوددار اور صابرہ خاتون خیر النساء کو کچھ خلاف وضع لگنے لگا اگر کوئی گھر سے آپ کو ملنے آتا تو ہانڈی چولہے پر چڑھا کر اس میں پانی ڈال دیتیں تو آنے والے کو یہ محسوس ہو تا کہ گھر میں ہانڈی پک رہی ہے۔

خوشحالی کا دور: مولانا عبدالحی رحمہ اللہ اچھے حکیم بھی تھے خیر النساء نے مطب کھولنے کا مشورہ دیا چنانچہ مطب کھول دیا گیا اور اللہ نے اس میں ایسی برکت رکھی کہ مہمانوں کے لیے دسترخوان بچھ گیا سیدہ خود لکھتی ہیں کہ یہ گھر میرے لیے جنت اور یہ خدمت میرے لیے رحمت تھی گویا کہ میں سایہ رحمت میں آ گئی نہ کوئی فکر نہ کوئی غم ہر گھڑی شکر میں گزارنے لگی۔

کس زباں سے کروں میں شکر ادا
ترے انعام و لطف بے حد کا
تو نے مجھ کو کیا بنی آدم
اشرف الخلق اکرام العالم

تعلق بیعت: یوں تو سیدہ اپنی زندگی کے ماہ سال تقوی، دینداری کی بہاروں میں گزارتی تھیں کیونکہ جب آنکھ کھولی تو گھر میں تقوی کی ریل پیل دیکھی زندگی بھر صبر اور شکر کا نمونہ بنی رہیں اور بیعت کا تعلق بانی جماعت دعوت تبلیغ حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ سے ان کی وفات تک رہا آپ کے بعد محترمہ کا تعلق حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے بیعت ہوئیں۔

زہد عبادت خشیت الٰہی: مولانا ابوالحسن ندوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''میں نے جب ہوش سنبھالا تو اس وقت سے اپنی والد ماجدہ کو تہجد کا پابند پایا۔ تہجد میں خوف خدا سے اس قدر روتیں کہ آنسوؤں سے جائے نماز تر ہو جاتی، کبھی بھی اپنے لیے یا اولاد کے لیے دنیا کی خواہش نہ کی، نہ دعا کی، صرف اللہ اور اس کے رسول کی محبت، دینی خوبیاں ملنے اور دین کی خدمت کی توفیق کے بارے میں دعا کرتیں۔ تہجد کے بعد فرض نماز تک لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتیں کبھی آندھی، سخت بارش اور بادلوں کی گھن گرج دیکھتیں تو گھبراہٹ میں مبتلا ہو جاتی اور کونے میں جا کر دعاؤں میں مشغول ہو جاتیں کیونکہ سنت نبوی سے یہی منقول ہے آپ سنت کا خوب اہتمام فرماتیں۔ جمعہ کے دن ''سورۃ کہف'' پڑھنے کا معمول تھا۔

سیدہ النساء بہتر صاحبہ اپنی تحریرات اور مناجات کی روشنی میں ایک بہترین واعظہ اور ہندی عورتوں کی بہترین تربیت کرنے والی بن کے ابھریں، انہوں نے اپنی کتابوں میں عورتوں کو تعمیر معاشرہ، تشکیل خاندان اور ادب وآداب کے بارے میں رہنمائی کی۔ اپنی ایک کتاب میں عورت کے مصنف ہونے پر یوں لکھتی ہیں: ''خاتون جب قلم اٹھاتی ہے تو اس طرح نقش قائم کرتی ہے اور اجتماع وعلم النفس کی حقیقتوں اور معاشرے کی تصویروں کو سادہ رواں جملوں میں اس طرح

پیش کرتی ہے کہ وہ زندہ اور متحرک معلوم ہونے لگتی ہیں انہوں نے خواتین کو علم حاصل کرنے کی رغبت دلائی اور تعلیم حاصل کرنے کی ہدایت کی۔ اسی طرح بچیوں کو روک ٹوک نہ کرنے کے نقصانات اور ان کی ہر خواہش پوری کرنے اور نصیحت نہ کرنے اور زمانے کے نشیب و فراز سے عدم آگاہی کو خواتین کی نوجوان نسل کی تباہی کا ذمہ دار قرار دیا۔ اسی طرح ازدواجی زندگی کے اہم پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں شوہر اور دیگر سسرال والوں کے ساتھ سلوک اور برتاؤ کے بارے میں دوٹوک واضح الفاظ میں ہدایات دیں۔

دنیا سے بے رغبتی:

دنیا کی بے ثباتی، دنیا کی حقارت اور دنیا سے بے تعلقی اور اس کو کمتر اور حقیر و ذلیل سمجھنا ان کا ایسا حال تھا کہ جس میں تصنع کا بالکل دخل ہی نہ تھا۔ دوسری طرف دنیا برتنے کا وہ سلیقہ اور دنیاوی معاملات میں ایسی دقیق اندازی تربیت اور معاشرے کے شعبے میں ایسی باریک بینی اور امور خانہ میں ایسی ذہانت اگر کوئی ان پہلوؤں کو دیکھے تو سوچے کہ ایسا آدمی دعا، مناجات اور عبادت و تلاوت کے لیے وقت اور دماغ کہاں سے لاتا ہے؟

دنیا سے بزبان شعری خطاب:

گھبرا نہ ہم سے دنیا تجھ میں نہ ہم رہیں گے
اپنا وطن عدم ہے جا کر وہی بسیں گے
شیوا تیرا دغا ہے، شیوا تیرا جفا ہے
تو سخت بے وفا ہے، ہم صاف ہی کہیں گے
آتا ہے جو یہاں وہ رہتا ہے تجھ سے نالاں
اک روز ہم بھی تجھ سے منہ پھیر کر چلیں گے
تو ہم سے گر خفا ہو پروا نہیں ہے ہم کو
مالک ہو ہم سے راضی جس کے یہاں رہیں گے

بھیجا تھا اس نے ہم کو تیرے یہاں یہ کہہ کر
جب ظلم ہو گا تجھ پر انصاف ہم کریں گے
انصاف کیا ہو بہتر یہ ظلم کی ہے بانی
جو کچھ ستم کرے گی سب کچھ ہم وہ سہیں گے

خدا پر بھروسہ اور یقین:

خیر النساء کو اللہ پر کتنا تعجب انگیز بھروسہ تھا اس کا اندازہ ان کے ان اشعار سے لگایا جا سکتا ہے

جو مانگا ہے جو مانگیں گے خدا سے ہم وہی لیں گے
مچل جائیں گے روئیں گے کہیں گے ہم بھی یہی لیں گے
نہیں گو ہم کسی قابل مگر تیری عنایت ہے
جو تیری شان کے لائق ہے ہم تجھ سے وہی لیں گے
کیا تو نے طلب ہم کو اٹھیں گے ہم نہ اس در سے
نہ جائیں گے نہ جائیں گے ابھی لیں گے وہی لیں گے
ارے بہتر نہ گھبرا جو مانگے گی وہ پائے گی
کہے گی جب تو یہ رو کر ہم اس دم یہی لیں گے

ارض حجاز سے واپسی پر دعا:

اے خدا پھر اسی دربار میں لانا مجھ کو
اپنے دربار کا سائل ہی بنانا مجھ کو
پھر تیرے خانہ کعبہ کا کروں آ کے طواف
پھر مزے لطف ومحبت کے چکھانا مجھ کو
روضہ پاک پہ کروں ہر دم جا کے سلام
اور ملے ارض مقدس میں ٹھکانا مجھ کو

زندگی میرے خدایا ترے در پہ گزرے
ساتھ ایماں کے دنیا سے اٹھانا مجھ کو
ہند میں رہ کر نہیں خدایا راحت مجھ کو
اب طیبہ ہی میں مل جائے ٹھکانا مجھ کو
قلب ہے میرا ضعیف اور سفر ہے مشکل
تو اگر چاہے تو مشکل نہیں آنا مجھ کو

سیدہ خیر النساء کے آخری لمحات:

آپ کی آخری عمر میں بینائی ختم ہوگئی تھی پیروں میں طاقت بھی نہیں رہی تھی لیکن پھر بھی نوافل تلاوت ذکر وغیرہ اس کی راہ میں روکاوٹ نہیں تھے بلکہ اور زیادہ اہتمام کرنے لگ گئیں تھیں بالکل آخر میں چند دن جو مجبوراً دوائیوں کے زیر اثر سوتے گزرے ان کے سوا کوئی لمحہ اللہ اور اس کے رسول کی یاد سے غافل نہیں گزرا آخری دنوں میں اپنے یہ اشعار پڑھتی تھیں۔

جینے کی تمنا ہے نہ مرنے کا غم مجھ کو
ہے فکر تو یہ بس تجھے بھولوں نہ کسی دم
چپ ہو نہ زباں میری تیری حمد ثناء میں
فرق آنے نہ پائے وہ تسلیم رضا میں
جب تک رہوں زندہ تری الفت کا بھروں دم
بھولوں نہ تجھے میں مجھے رکھ یاد تو ہر دم

آخری دن طبعیت میں بڑا سکون تھا فجر کی نماز پڑھی اور جب چاشت کا وقت آیا تو تیمّم کر کے نماز ادا کی اور ظہر کی نماز پڑھ کر تین گھنٹے تک ذکر کرتی رہیں۔تقریباً پونے چھ بجے ذکر کی آواز معدوم ہوئی تو کسی نے اٹھ کر دیکھا تو جان جان آفریں کے سپرد کر چکیں تھیں۔آپ چھ جمادی الثانی 31 اگست 1968 کو 93 سال کی عمر پا کر خالق حقیقی سے جا ملیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے مرض الوفات میں اپنے شاگردوں اور متعلقین کو جو نصیحتیں کیں اور جن عقائد ونظریات پر کاربند رہنے کی وصیت کی ان میں ایک اہم وصیت مرنے کے بعد کی زندگی اور ثواب وعذاب قبر کے عقیدہ کے بارے میں ہے۔ یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا ہے انسان جو کچھ اس دنیا میں عمل کرے گا آخرت میں اس کا بدلا پائے گا اگر اس دنیا میں نیک عمل کرے گا تو اچھی جزا ملے گی اور اگر نافرمانی کی زندگی گزاری تو سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ عذاب قبر ہر عذاب کے مستحق شخص کو ہوگا اور منکر نکیر کے سوال جواب سوال جواب جو قبر میں پوچھیں جائیں گے یہ حق ہے اور اسی کے مطابق اللہ کے پاس معاملہ ہوگا کیونکہ ان باتوں کا احادیث میں اس کثرت سے ذکر کیا گیا ہے کہ گویا متواتر کے حکم میں ہیں۔

جنت اور دوزخ:

جنت اور جہنم حق ہے اور یہ دونوں اللہ کی ایسی مخلوق ہیں کہ انسان کی طرح ان پر فناء نہیں ہے جنت اور اہل جنت کے بارے میں ارشاد ربانی ہے: ''**اعدت للمتقین**'' جنت متقی لوگوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور جہنم اور اہل جہنم کے بارے میں فرمایا: '' **اعدت للکافرین**'' جہنم کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ تو یہ بات ثابت ہوئی کہ جنت اور جہنم کو اللہ نے اپنے بندوں کو جزا یا سزا دینے کے لیے بنایا ہے۔

میزان کی حقیقت: اللہ تعالی قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں:

ونضع الموازین القسط لیوم القیامه

اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ساتھ اعمال کو تولیں گے۔ اسی طرح قیامت کے دن اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے۔ اور قیامت کے دن اعمال ناموں کا لوگوں کے سامنے پڑھا جانا حق ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: **ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا اقرأ كتابك كفىٰ بنفسك اليوم عليك حسيبا**o

قیامت کے دن ان کے نامے اعمال کو کھلی کتاب کی صورت میں ان کے سامنے پھیلا دیں گے (اور انہیں کہا جائے گا) اپنے نامہ اعمال پڑھو جو تمہارے محاسبہ کے لیے بہت کافی ہے۔

عذاب قبر اور ایک حقیقت:

عذاب قبر اور مرنے کے بعد کی جزاء سزا کے بارے میں ایک حقیقت کو جاننا ضروری ہے اور وہ یہ کہ اس دنیا میں انسان ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہوتا ہے اور چونکہ اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے لیکن جنت یا دوزخ میں چونکہ جزا ملنے کا آخری اور حتمی مرحلہ ہے لہذا انسان کی روح کے ساتھ اس کا وجود بھی متصل ہوگا اور دونوں پر فنا نہیں ہوگی بلکہ جزا اور سزا دونوں کو اکٹھے ملے گی اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: **لا تزر وازرة وزر أخرى** ایک کی سزا دوسرے کو نہ دے جائے گی۔ اس لیے یہ ایک حقیقت ہے کہ مرنے کے بعد یا تو اللہ تعالی کی طرف سے انسان کو انعام ملیں گے یا سزا بھگتنا پڑے گی۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندے کو جب اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کو دفنانے کے بعد دفنانے والے واپس ہوتے ہیں تو مردہ واپس ہونے والے ساتھیوں کے جوتوں کی آواز کو بھی سنتا ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آجاتے ہیں اس کو اٹھا کر بیٹھا دیتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں کہ اس آدمی کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ (اور ان کا اشارہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوتا ہے۔) اگر تو وہ مومن ہے تو کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے سچے بندے اور رسول

ہیں۔اس کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا جہنم کا ٹھکانہ دیکھ لو(یعنی اگر تم سوال جواب نہ دے سکتے تو یہ تمہارا ٹھکانا ہوتا) اور اب اللہ تعالی نے اس کو جنت میں بدل دیا ہے اور اس کو یہ سب کچھ دکھا دیا جاتا ہے۔

اعمال کا تولا جانا:

اعمال کے تولے جانے کو اگر چہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ اس کیفی چیز کو تولا کیسے جائے گا لیکن آج کے دور کے جدید سائنسی انکشافات نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اس کے ماننے سے اب کوئی چیز مانع نہیں اور سب سے بڑی بات اللہ کا فرمان ہے:

"فمن ثقلت موازینه فاولئک هم المفلحون "

جن کے نامہ اعمال میں عملوں کا وزن زیادہ ہوگا وہ کامیاب ہو جائے گا اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"واما من خفت موازینه فامه هاویة"

جن کے اعمال کا وزن تھوڑا ہوگا تو ان لوگوں کا ٹھکانہ "ھاویہ" ہے۔نامہ اعمال تولے جانے کے بعد دائیں یا بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں: **امـامـن اوتـی کتـابه بیمینه فیقول هآؤم اقرء وا کتبیه** جس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا وہ لوگوں کو خوشی خوشی یہ کہتا پھرے گا یہ لو میری کتاب اس کو پڑھ کر دیکھو اور جس کے بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اور بڑی حسرت سے کہتا پھرے گا: **یـا لیتـنی لم اوتَ کتابیه** ہائے کاش مجھے نامہ اعمال دیا ہی نہ جاتا۔اللہ تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ

اللھم اعطنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا.

اللھم لا تعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری .

اس ماہ کا سبق
ایک بات... بڑے کام کی
مولانا عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

آج آیا ہوں میں کرنے بات اہل بیت کی
باعث نجات ہے اطاعت اہل بیت کی
ازواج مطہرات ہمارے سر کا تاج ہیں
ہماری زندگی کا وہ نمونہ معراج ہیں
کتنی وہ ذیشان ہیں جماعت اہل بیت کی
نبی پاک کی بیویاں نبی کی راز دار تھیں
دین مصطفیٰ میں دیکھو حق کا یہ معیار ہے
بے داغ ہے رسوم سے حیات اہل بیت کی
سکھائے خود آداب ہیں رسالت مآب نے
پاکیزگی کی دی گواہی سورۃ احزاب میں
قرآن نے بیان کی صفات اہل بیت کی
صداقت اور شرافت میں کتنی پاک باز تھیں
دنیا کی ماؤں کے لیے وہ فخر ناز تھیں
مثالیں پیش کرتی ہے کائنات اہل بیت کی
انہوں نے رضی اللہ کا تمغہ ہے پا لیا
انہوں نے اپنے سجدوں سے رب کو منا لیا
قرآن کا اعلان ہے نجات اہل بیت کی
جن کی مدح وثنا خدا کا خود قرآن کرے

انسان میں کیا دم ہے کہ ان کی شان بیان کرے
جان سے بھی پیاری ہمیں ذات اہل بیت کی
روز محشر میں جب دیوانوں کی پکار ہو
اہل بیت کے غلاموں میں میرا شمار ہو
مقصود کو نصیب ہو شفاعت اہل بیت کی

☆☆☆

فقاہت ابو حنیفہ کی

مسلم ہے زمانے میں فقاہت بوحنیفہ کی
فقہیان جہاں کرتے ہیں عزت بوحنیفہ کی
فقیہ ومجتہد سارے فراست خوب رکھتے تھے
مگر بے مثل ہے فہم وفراست بوحنیفہ کی
کوئی الجھی ہوئی گتھی سلجھنے میں جب نہ آتی تھی
تو پھر محسوس ہوتی تھی ضرورت بوحنیفہ کی
وہ لانیحل مسائل کویوں حل کرتے تھے چٹکی میں
بیاں میں آ نہیں سکتی ذہانت بوحنیفہ کی
یتیموں بے سہاروں کی وہ کرتے تھے خبرگیری
تھی مثل حاتم سخاوت بوحنیفہ کی
اے ناداں باز آ ابوحنیفہ کی عداوت سے
لے جائے گی دوزخ میں عداوت بوحنیفہ کی

بھرے ہوئے کریلے

اجزاء:

بڑے بڑے کریلے	آدھا کلو
گھی	ایک پاؤ
پیاز	ایک پاؤ
انار دانہ	ایک چھٹانک
ہری مرچ	آٹھ عدد
سرخ مرچ	حسب ضرورت
نمک	حسب ضرورت
لہسن پسا ہوا	آدھا چائے کا چمچ
ادرک پسی ہوئی	آدھا چائے کا چمچ

ترکیب: کریلوں کو اچھی طرح کھرچ لیں اور پیٹ چاک کر کے بیج نکال دیں اور پھر ایک گھنٹے کے لئے نمک لگا کر رکھ دیں۔ لہسن، ادرک، نمک، سرخ مرچ، پیاز، انار دانہ ملا کر پیس لیں۔ ہری مرچ بھی ان کے ساتھ پیس لیں۔ پھر کریلوں کو اچھی طرح دھو کر خشک کرنے کے بعد تھوڑے سے مسالے کے سوا تمام مسالہ ان کریلوں میں بھر دیں اور ان کو کسی دھاگے سے باندھ دیں۔ پھر کسی دیگچی یا فرائنگ پین میں گھی ڈال کر ان کو گھی میں تل لیں یہاں تک کہ کریلے اچھی طرح سرخ ہو جائیں۔ پھر بچا ہوا مسالہ ڈال کر ان کو تھوڑا سا بھون لیں اور بعد میں دم پر رکھ دیں۔ تقریباً دس منٹ کے بعد ان کو اتار لیں۔

نوٹ: مسالے کے ساتھ ابلے ہوئے آلوؤں کے ٹکڑے، دال، کالے چنے، کابلی چنے یا پھر تلے ہوئے بینگن اور ٹماٹر بھی بھرے جا سکتے ہیں۔ مسالے بھرے کریلے تیار ہیں ان میں کڑواہٹ بالکل نہیں ہوگی۔ ہاں ہمسائیوں کے لئے بھجوانا نہ بھولئے گا۔

ایک سردار اپنی بیوی کو موٹر سائیکل پر شاپنگ کروانے جا رہا تھا سردار جی انتہائی تیزی سے موٹر سائیکل چلا رہے تھے سردارنی نے کہا سردار جی موٹر سائیکل آہستہ چلائیں مجھے ڈر لگ رہا ہے تو سردار جی کہنے لگے او پلٹے لو کے اگر تجھے ڈر لگ رہا ہے تو تو بھی میری طرح آنکھیں بند کر لے۔

نبیلہ انور؛ لاہور

باس ملازم سے کبھی الو کی شکل دیکھی ہے؟
ملازم گردن جھکا کے سوری سر نہیں دیکھی۔
باس نیچے کیا دیکھ رہے ہو ادھر میری طرف دیکھو۔

صائمہ رشید لاہور

ایک لڑکا کمرہ امتحاں میں بیٹھا بار بار پلٹ کے دیکھ رہا تھا
ممتحن نے پوچھا او لڑکے بار بار پلٹ کے کیا دیکھ رہے ہو؟
لڑکا! جناب سوالیہ پرچہ میں لکھا ہے پلٹ کے دیکھو میں اس پر عمل کر رہا ہوں

غزالہ فرید فیصل آباد

دو آدمی قبرستان میں بیٹھے تھے، ایک بولا: یہ لوگ کتنے آرام سے سو رہے ہیں
اتنے میں ایک مردے کے بولنے کی آواز آئی ''کیوں نہ سوئیں یہ جگہ جان دے کے حاصل کی ہے

(ماہین شمس، جلال پور بھٹیاں)

ایک مرتبہ ایک ہاتھی بیمار ہو کر ہاسپیٹل میں ایڈمٹ ہو گیا، اس کے دوست ہاتھی اس کی عیادت کے لیے ہاسپیٹل چلے تو ساتھ ایک چیونٹی بھی چل پڑی، ہاتھیوں نے پوچھا تمہارا وہاں کیا کام، تو چیونٹی نے جواب دیا کیا پتہ ہاتھی کو خون کی ضرورت پڑ جائے۔

مہک فاطمہ، جھنگ

تم لوٹ کے آنے کا تکلف نہیں کرنا
ہم ایک محبت کو دوبارہ نہیں کرتے
فیصل عمران جھنگ

ردِ دعا کا نصف اثاثہ تمہارے نام
تم نے بھی میرے ساتھ ہتھیلی اٹھائی تھی
عمر فاروق جھنگ

مفت میں احسان نہ لینا یارو
دل ابھی اور بھی سستے ہو نگے
ثانیہ کنول، باگڑیاں

گلی میں رات بھر پھرتا ہے کوئی
گلے میں نیند کے تعویذ ڈال کر
گل بہار بانو فاروق آباد

اہل گلشن کے لئے بھی باب گلشن بند ہے
اس قدر کم ظرف کوئی باغباں دیکھا نہیں
نادیہ خلیل

گلستاں کے لیے رونے سے کچھ بنتا نہیں فانی
نظر میں حسن پیدا کر سنور جائے گا ویرانہ
عدیلہ نور، کوہاٹ

ملبہ ہٹا کے آنکھ کی کرچی اٹھائی تھی
دیوار خواب نیند نے ترچھی اٹھائی تھی
ام فروہ جھنگ

ہاتھوں کو دل نے خون کی ترسیل روک دی
میں نے تمہاری یاد پہ انگلی اٹھائی تھی
صدرہ پروین خوشاب

چلتا ہوں دبے پاؤں کوئی جاگ نہ جائے
گھنگھور اندھیروں نے بڑا چین دیا ہے
نائلہ انجم لیہ

مری ضد سے ہوا ہے مہرباں دوست
میرے احسان ہیں دشمن پہ ہزاروں
مہک فاطمہ

جلوے بھی، مناظر بھی، محبت بھی، مگر کیا؟
آنکھوں پہ حجابات، زبانوں پہ ہیں تالے
رومیشہ خان حسن ابدال

فیض تم کو ہے تقاضائے وفا ان سے جنہیں
آشنا کے نام سے پیارا ہے بے گانے کا نام
سمیرا خلیل

چمن میں رکھتے ہیں کانٹے بھی اک مقام دوست
فقط گلوں ہی سے گلشن کی آبرو تو نہیں
نورین فاطمہ، لاہور

حادثات وقت نے کتنا بدل ڈالا مزاج
خار کی آغوش میں خندہ زن رہتے ہیں پھول
روبینہ مختار

انہوں نے اس وقت سیاست میں قدم رکھا تھا
جب سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
سرفروشوں کے لیے دار وسن قائم تھے
خانزادوں کے لیے مفت کی جاگیریں تھیں
محمد وقاص جہلم

اپنا ہی قصور کہ طوفاں میں گھر گئے
اک موج تھی کہ جس کو کنارہ سمجھ لیا
عروج مشتاق شاہدرہ

فریب امید کا کھانا پڑا ان کی محبت میں
خبر کیا تھی کہ ساحل پر سفینہ ڈوب جائے گا
حماد قیصر

دل اس کے عشق میں کھویا تو پائی دل کی مراد
سر اس کے در پہ جھکایا تو کامیاب ہوئے
اقصیٰ اشفاق خانقاہ ڈوگراں

حقیقت کھل گئی حسرت تیرے ترک محبت کی
تجھے تو اب وہ پہلے سے بھی بڑھ کر یاد آتے ہیں
فاطمہ رشید، دریا خان

بے وجہ تو نہیں ہیں چمن کی تباہیاں
کچھ باغباں ہیں برق وشرر سے ملے ہوئے
ثانیہ قیصر

عشق وآزادی متاع زیست کا ساماں ہے
عشق میری جاں آزادی میرا ایماں ہے
عشق پر کروں فدا اپنی ساری زندگی
لیکن آزادی پہ میرا عشق بھی قرباں ہے
ابوبکر صدیق حافظ آباد

گلستاں کے لیے رونے سے کچھ بنتا نہیں فانی
نظر حسن پیدا کر سنور جائے گا ویرانہ
نورین فیصل فیصل آباد

یہ مفلسی جس سے لرزتا ہے زمانہ
کم بخت میرے صبر کے ٹکڑوں پہ پلی ہے
ام محمد، لیہ

سکوت شب میں سحر کو جو خواب دیتے ہیں
عجیب لوگ ہیں پیاسوں کو تاب دیتے ہیں
مہوش نورین، ڈسکہ

☆☆☆

7 ذی الحجہ 317ھ کو بحرین کے حاکم ابو طاہر سلیمان قرامطی نے مکہ معظّمہ پر قبضہ کر لیا خوف وہراس کا یہ عالم تھا کہ اس سال 317ھ کو حج بیت اللہ شریف نہ ہو سکا۔ کوئی بھی شخص عرفات نہ جا سکا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ اسلام میں پہلا موقع تھا کہ حج بیت اللہ موقوف ہو گیا۔ اسی ابو طاہر قرامطی نے حجرہ اسود کو خانہ کعبہ سے نکالا اور اپنے ساتھ بحرین لے گیا۔ پھر بنو عباس کے خلیفہ مقتدر باللہ نے ابو طاہر قرامطی کے ساتھ فیصلہ کیا اور تیس ہزار دینار دیے، تب حجرِ اسود خانہ کعبہ کو واپس کیا گیا۔ یہ واپسی 339ھ کو ہوئی۔ گویا کہ 22 سال تک خانہ کعبہ حجرِ اسود سے خالی رہا۔ جب یہ فیصلہ ہوا کہ حجرِ اسود کو واپس کیا جائے گا تو اس سلسلے میں خلیفہ وقت نے ایک بڑے عالم محدث شیخ عبداللہ کو حجرِ اسود کی وصولی کے لیے ایک وفد کے ساتھ بحرین بھجوایا۔ اس کی تفصیل یہ ہے:

جب شیخ عبداللہ بحرین کے حاکم نے ایک تقریب کا اہتمام کیا کہ اس میں حجرِ اسود کو ان کے حوالہ کیا جائے گا۔ اس کے لیے ایک پتھر خوشبودار، خوبصورت غلاف میں سے نکالا گیا کہ یہ حجرِ اسود ہے، اسے لے جائیں۔

محدث عبداللہ نے فرمایا کہ ''حجرِ اسود میں دو نشانیاں ہیں۔ اگر یہ پتھر اس معیار پر پورا اترا تو یہ حجرِ اسود ہوگا اور ہم لے جائیں گے۔ پہلی نشانی یہ ہے، یہ پتھر پانی میں ڈوبتا نہیں ہے، دوسری یہ کہ آگ سے گرم نہیں ہوتا۔ اب اس پتھر کو پانی میں ڈالا گیا تو وہ ڈوب گیا۔ پھر آگ میں اسے ڈالا گیا تو سخت گرم ہو گیا یہاں تک کہ پھٹ گیا۔ فرمایا یہ ہمارا حجرِ اسود نہیں ہے۔ پھر دوسرا پتھر نکالا گیا۔ اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا اور وہ پانی میں ڈوب گیا اور آگ میں گرم ہو گیا فرمایا ہم اصل حجرِ اسود لے کر جائیں گے۔ پھر اصل حجرِ اسود لایا گیا اور آگ میں ڈالا گیا تو ٹھنڈا نکلا، پھر

پانی میں ڈالا گیا تو وہ پھول کی طرح پانی کے اوپر تیرنے لگا تو محدث عبداللہ نے فرمایا: یہی ہمارا حجرِ اسود ہے اور یہی خانہ کعبہ کی زینت ہے اور یہی جنت والا پتھر ہے۔ اس وقت ابو طاہر قرامطی کو تعجب ہوا اس نے کہا: ''یہ باتیں آپ کو کہاں سے ملی ہیں۔'' محدث عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ باتیں ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملی ہیں حجرِ اسود پانی میں ڈوبے گا نہیں اور آگ سے گرم نہیں ہوگا۔''

ابو طاہر نے کہا: ''یہ دین روایات سے بڑا مضبوط ہے۔'' جب حجرِ اسود مسلمانوں کو مل گیا تو اسے ایک کمزور اونٹنی کے اوپر لادا گیا جس نے تیز رفتار کے ساتھ اسے خانہ کعبہ پہنچایا۔ اس اونٹنی میں زبردست قوت آ گئی، اس لیے کہ حجرِ اسود اپنے مرکز (بیت اللہ) کی طرف جا رہا تھا۔

(درِ نایاب بحوالہ کتاب تاریخ مکہ محمد بن علی بن فضل الطہری مکی)

نرخ نامہ برائے اشتہارات ماہنامہ بنات اہلسنت

بیک			
بیک فل پیج 4 کلر	3000	3/4 بیک پیج 4 کلر	2500
ہاف بیک پیج 4 کلر	2000	1/4 بیک پیج 4 کلر	1500
اندرون			
فل پیج ون کلر	1800	3/4 ون کلر	1500
ہاف پیج ون کلر	1300	1/4 ون کلر	800
مین پیج ان سائیڈ			
فل پیج ون کلر	2000	3/4 پیج ون کلر	1300
ہاف پیج ون کلر	1000	1/4 پیج ون کلر	800
ایک پٹی 1.5 انچ مین ٹائٹل	2000	پٹی 1.5 انچ بیک ٹائٹل	600

توبہ: گناہوں سے انسان خداوند کریم سے دور ہو جاتا ہے اور گناہوں کی وجہ سے اس کے دل میں کھوٹ پیدا ہو جاتا ہے اور دل میں سیاہی آجاتی ہے دنیا میں بھی گناہوں کی وجہ سے انسان کو مصیبتیں گھیر لیتی ہیں اور آخرت میں بھی گناہوں پر سزا اور عذاب دینے کی وعیدیں حدیثوں میں آئی ہیں ان باتوں کو جان بوجھ کر بھی اکثر آدمی گناہ کر بیٹھتے ہیں۔

گناہوں سے معافی توبہ سے ہو جاتی ہے لیکن زبان سے توبہ توبہ کہنے سے توبہ نہیں ہوتی بلکہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ گناہوں پر شرمندگی ہو، خدا کے حضور میں معافی مانگے اور خدا کی بڑائی کا خیال کر کے گناہ پر پشیمان ہو آئندہ کے لیے گناہوں سے بچنے کا مظبوط ارادہ کرے اور اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ خدا کے حقوق جس قدر ضائع کئے ہوں ان سب کو ادا کرے مثلاً

جوان ہونے کے بعد جس قدر نمازیں چھوڑی ہوں حساب لگا کر ان سب کو دہرائے اگرچہ دو برس کی نمازیں قضاء ہوں، روزانہ زیادہ سے زیادہ پچھلی نمازیں دہرانا شروع کر دی جائیں اس طرح ادا کرتے کرتے اگر موت آگئی تو امید ہے کہ پشیمانی کی وجہ سے خداوند کریم معاف فرمادیں گے۔

قضا صرف فرضوں اور وتروں کی ہوتی ہے، سنتوں اور نفلوں کی قضا نہیں ہے اس حساب سے ایک روز کی قضاء نمازوں کی کل بیس رکعتیں ہوتی ہیں چار فرض ظہر کے بعد، چار فرض عصر کے بعد، مغرب کے تین فرض، عشاء کے چار فرض، اور تین وتر اور دو فرض فجر کے خوب سمجھ لو، اسی طرح زکوۃ کا حساب لگائے اور جتنے سالوں کی زکوۃ ادا نہ کی ہو سب ادا کرے اور جوان ہونے کے بعد جو فرض روزے قضاء ہو گئے ہوں ان کو بھی ادا کرے۔

اسی طرح بندوں کے حقوق بھی سوچے اور خوب غور کرے مجھ پر کس کس کا کیا کیا حق ہے؟ کس کی غیبت کی ہے اور کس کی بے آبروئی کی ہے یا کبھی کسی کی مالی خیانت کی تھی یا کسی کا ہم پر قرضہ تھا اور اس کو یاد نہیں رہا مگر ہم کو یاد ہے۔

غرض یہ کہ ایسی باتوں کی خوب سوچ کر فہرست بناوے اور مالی حق کو ادا کر دے اور غیبت کرنے یا گالی دینے اور بے آبروئی کرنے کی معافی مانگ لے یا بدلہ دے دے ایسا کرنے سے سچی اور پکی توبہ ہوگی اگر کوئی اپنی بستی اور شہر میں ہی نہیں ہے تو ڈاک کے ذریعے یا آدمی کے ذریعے اس کا حق ادا کرو اور معافی مانگو، روزانہ عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھ کر خداوند کریم سے خوب گناہوں کی معافی مانگے اور گناہوں پر شرمندہ ہو کر خوب رونے اور آنسو بہانے کی پابندی کرلو۔

اگر گناہوں سے بچنے کا روزانہ اسی طرح کا پکا عہد کرلیا تو دو جہاں میں سرخروئی اور کامیابی ہوگی یہ بہت آسان کام ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق دیں اور اپنے محبوب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پہ چلائے (آمین یارب العالمین)

ایسا بنا بھی دے

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اپنی جوانی کے زمانے میں گلی میں سے گذر رہے تھے کہ گلی میں کھیلتے ہوئے چند بچوں نے ایک دوسرے سے کہا: ارے ایک طرف ہٹ جاؤ۔ جانتے نہیں امام ابوحنیفہ آرہے ہیں۔ پھر لڑکے ایک دوسرے سے چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ سنا ہے یہ بہت عبادت گذار آدمی ہے ساری ساری رات اللہ تعالی کے حضور کھڑے ہو کر نفل پڑھتا رہتا ہے۔

امام اعظم نے بچوں کی گفتگو سنی۔ گھر پہنچے تو اللہ کے حضور سجدے میں گر کر رو پڑے۔ گریہ وزاری کی کیفیت طاری ہوگئی۔ اللہ تعالی سے عرض کی: مولا! اگر تو نے میرے بارے میں بچوں کے دل میں ایسا نیک گمان ڈال ہی دیا ہے تو مجھے اب ایسا بنا بھی دے۔

امام اعظم کے شاگرد روایت کرتے ہیں کہ اس کے بعد امام اعظم اپنی ساری زندگی تادمِ وصال ساری رات اللہ تعالی کی بارگاہ میں کھڑے ہو کر نوافل وعبادات کرتے رہتے تھے۔

ماہنامہ بنات اہلسنت

ملنے کے پتے

قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مانسہرہ 0302-3501755

مولانا محمد شمیم ناگرہ، ماموں کانجن 0332-3637628

مولانا محمد افضل، کروڑلعل عیسن لیہ 0302-8767686

مولانا محمد اقبال، جامعہ قادریہ بھکر 0346-6451553

مولانا محمد امین کمالوی، جامعہ حقانیہ لاہور 0306-8562708

محمد ہارون حنفی، نفیس لائبریری اچھرہ لاہور 0321-4743173

مولانا محمد اکرم نذیر، نزد مرکزی عیدگاہ چنیوٹ 0323-7803106

مولانا ساجد منگلوری، ڈاکخانہ منگلور تحصیل وضلع مانسہرہ ہزارہ 0333-5076151

مولانا محمد ابراہیم، جامعہ عربیہ مدینۃ العلوم محراب پور سندھ 0301-2461685

مولانا محمد آصف، جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات تلہ گنگ ضلع چکوال 0300-7374582

مولانا نیاز فاروقی، جامعہ مدنیہ تعلیم الاسلام جڑانوالہ فیصل آباد 03319144212

مولانا محمد نواز، مدرسہ تعلیم الاسلام 223 سنت پورہ فیصل آباد 03326566136

مولانا محمد عمر فاروق، خطیب جامع مسجد چوکی بھاگٹ سرگودھا

مولانا عبدالغفار، خطیب جامع مسجد بلال میرک پور ناروال

مولانا عبدالمالک جامع مسجد مدنی، اڈا میانی ضلع سرگودھا

مولانا محمد ادریس، جامع انوار الاسلام لوبن پلی، نارووال

مولانا عبداللطیف عابد، جامع العلوم عیدگاہ بہاولنگر

مولانا سیف الرحمٰن، جامعہ حنفیہ بورے والا

قاری مختار احمد، 41 جنوبی سرگودھا